عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوّۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۱۰ تا ۱۶ صفر المظفر ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اگست ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۳۱

سپریم کورٹ کا نظرثانی فیصلہ

تجزیہ و تبصرہ

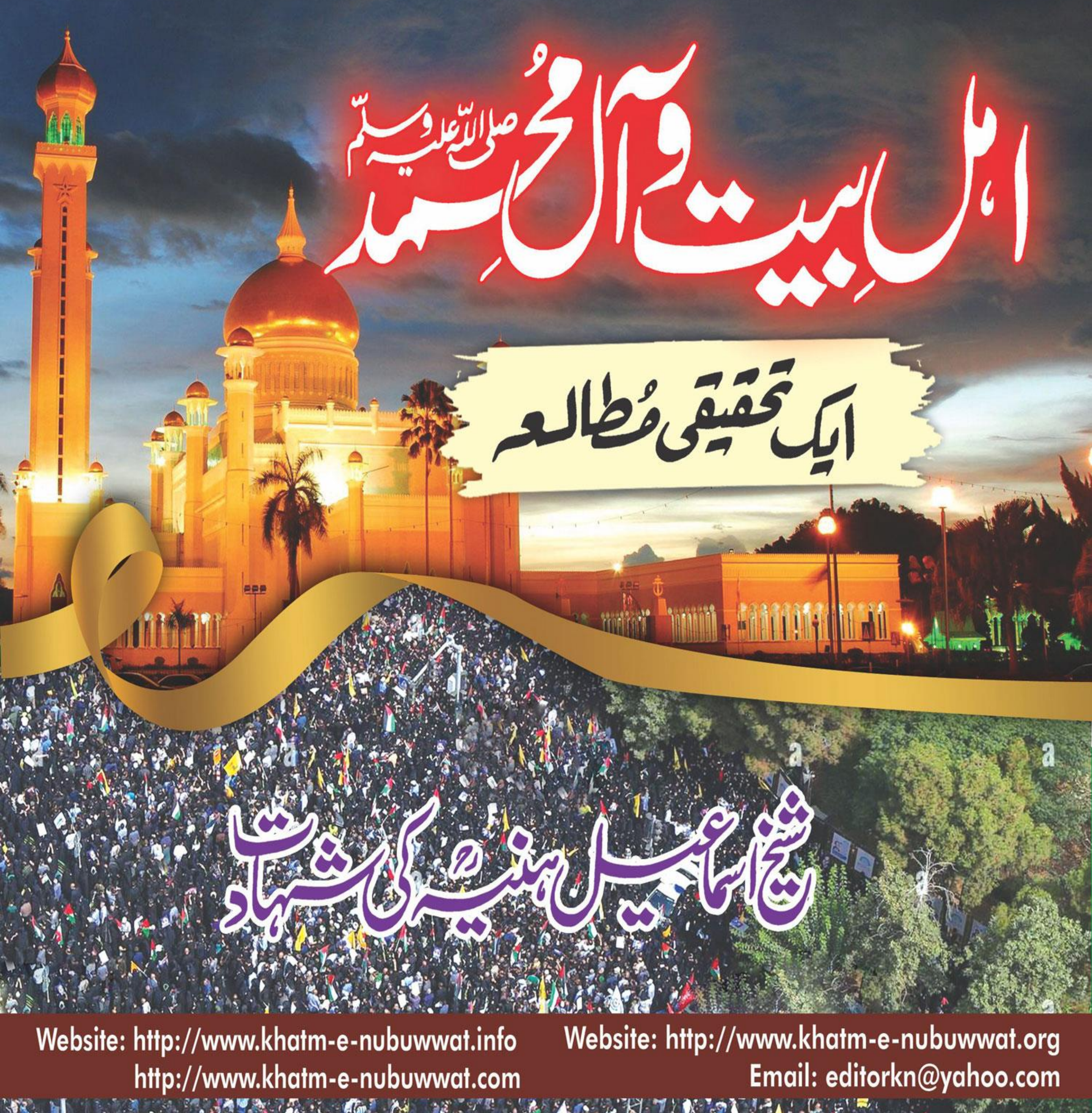

اہل بیت و آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ایک تحقیقی مطالعہ

شیخ اسماعیل ہنیہ کی شہادت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

ترکے میں والدہ کا حق

س:.... میرے والد کا انتقال دسمبر ۲۰۰۳ء میں ہوا تھا، وہ ایک مکان چھوڑ گئے تھے۔ میرے بہن بھائی کوئی نہیں ہیں۔ میں اکیلا وارث ہوں۔ میری والدہ کا انتقال ۲۰۰۹ء میں ہوا، انتقال کے بعد میں نے والدہ کا قرضہ ادا کیا، ان کی زکوٰۃ اور ۲۵ سال کی قربانی کی رقم ادا کی۔ کیا اب بھی ترکے میں سے اُن کا حق باقی ہے؟

ج:.... صورت مسؤلہ میں آپ کے والد کے بعد ان کے ترکے میں سے آٹھواں حصہ مرحوم کی بیوہ کا اور باقی کا کُل ترکہ آپ کا تھا، چونکہ آپ اپنے والدین کے اکلوتے تھے۔ اب والدہ کے انتقال کے بعد ان کا حصہ بھی آپ کو ہی منتقل ہوگیا ہے۔ آپ نے اپنی والدہ مرحومہ کی زکوٰۃ اور ۲۵ سالوں کی قربانی کی رقم ان کی طرف سے ادا کردی، بہت اچھا کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کا اجر آپ کو بھی اور والدہ مرحومہ کو بھی عطا فرمائے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ والدین کے انتقال کے بعد اب یہ گھر آپ کی ملکیت ہے۔

بعض رشتہ داروں کے حق میں وصیت کرنا

س:.... میں نے فضائل صدقات میں پڑھا ہے: ’’جن رشتہ داروں کا حق شریعت نے مقرر نہیں کیا، ان کے لئے ایک تہائی مال میں وصیت کا حق اب بھی باقی ہے، میراث کے حکم سے پہلے یہ فرض تھا، اب فرض نہیں ہے تو اپنے ایسے رشتہ داروں کو دیکھ جو تیری میراث سے محروم ہیں، ان کے لئے کچھ وصیت کر جا۔‘‘ وہ کون سے رشتہ دار ہیں جن کا حق مقرر نہیں؟ نیز یہ کہ ایک تہائی مال کتنا ہوتا ہے؟

ج:.... ایسے رشتہ دار جن کو میت کے ترکہ میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا اور وہ ایک قریبی وارث کی موجودگی میں محروم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً بیٹے کی موجودگی میں پوتا محروم ہوجاتا ہے، اسی طرح بیٹی کی موجودگی میں نواسی، نواسہ محروم ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ، ایسے لوگوں کے لئے وصیت کرسکتے ہیں اگر وہ ضرورت مند اور مستحق ہوں تو ایک تہائی مال میں سے وصیت کرنا درست ہے۔ رشتہ داروں کے علاوہ بھی خیر کے کاموں میں یا صدقہ جاریہ کے لئے وصیت کی جاسکتی ہے یا کسی غیر کے لئے بھی وصیت کرسکتے ہیں اور یہ وصیت کرنا فرض یا واجب نہیں اگر میت کے ورثاء موجود ہوں اور وہ کسی کے لئے وصیت نہ بھی کرے تو کوئی حرج نہیں، ایسا کرنے سے وہ گناہگار نہیں ہوگا۔

میت کے کُل ترکہ کے تین حصے کئے جائیں تو ایک حصہ کو تہائی مال کہا جاتا ہے، بس ایک تہائی کے بقدر وصیت کرنے کی شرعاً اجازت ہے، باقی کے دو تہائی ورثاء کا حق ہوتا ہے۔ اگر کوئی ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرتا ہے تو بھی وہ شرعاً ایک تہائی کے بقدر ہی نافذ ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۳ — ۱۰ تا ۱۶؍ صفر المظفر ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲؍ اگست ۲۰۲۴ء — شمارہ:۳۱

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیرِ اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

سپریم کورٹ کے نظرِ ثانی فیصلے کا تجزیہ — ۵ — محمد اعجاز مصطفیٰ
اہلِ بیت اور آلِ محمد ﷺ — ۱۰ — پروفیسر محمد سلیم قاسمی، علی گڑھ
شیخ اسماعیل ہنیہؒ کی شہادت اور امت مسلمہ — ۱۴ — محمد عبداللہ حمید گل
حضراتِ صحابہ کرامؓ کا زُہد — ۱۶ — مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
سپریم کورٹ کا غیر منصفانہ فیصلہ (۲).... — ۱۹ — مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی
ریاستِ مدینہ کے کلمہ گو غیر مسلم...... — ۲۲ — ، ، ، ، ،
دعوتی و تبلیغی اسفار — ۲۵ — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۷۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمہ اللہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

قسط:۸۹ فصل:... ۲ ہجری کے واقعات

۳۰:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور چمک اُٹھا۔ اسی انداز کا جواب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی دیا۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے مشورہ لیا، حضرت سعد بن معاذ الاشہلی رضی اللہ عنہ نے انصار کی نمائندگی کرتے ہوئے عرض کیا:

"ہم آپ پر ایمان لائے ہیں، اور آپ کی (نبوّت ورسالت کی) تصدیق کی ہے، اور اس اَمر کی شہادت دی ہے کہ آپ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے، اور آپ سے سمع وطاعت بجالانے کا عہد کیا ہے، یارسول اللہ! آپ کا جو ارادہ ہو، کر گزریئے، ہم ہر حال میں آپ کا ساتھ دیں گے، اس ذاتِ پاک کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ کھڑا کیا ہے، اگر آپ ہمیں لے کر اس سمندر میں کود جانے کا ارادہ فرمائیں تو ہم تأمل نہیں کریں گے، اور ہم میں سے ایک فرد بھی آپ سے پیچھے نہیں رہے گا، اور ہم جنگ کے آزمودہ کار اور مقابلے میں صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنے کے خوگر ہیں، اور اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے ذریعے وہ منظر دِکھائے گا جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں گی، بس ہمیں اللہ کی برکت کے ساتھ لے چلیئے۔"

حضرت سعدؓ کی تقریر جب یہاں تک پہنچی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے حد مسرور ہوئے، اور غزوۂ بدر کے اِرادے سے چل پڑے۔ بعض نے کہا ہے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے مندرجہ بالا تقریر اس وقت کی تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حدیبیہ کے لئے جارہے تھے، اور ان دونوں اقوال کو یوں جمع کیا گیا ہے کہ اسی مضمون کی تقریر دونوں موقعوں پر ہوئی ہوگی۔

۳۰:... اسی سال غزوۂ بدر سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمّہ محترمہ حضرت عاتکہ بنتِ عبدالمطلب رضی اللہ عنہا نے غزوۂ بدر سے تین چار دن پہلے یہ خواب دیکھا کہ کفارِ مکہ ذلیل وخوار ہیں، ان کے گھر ویران ہیں، اور وہ میدانِ جنگ میں مقتول پڑے ہیں۔ چنانچہ اس کی تعبیر تین چار دن بعد اللہ تعالیٰ نے جنگِ بدر میں ظاہر فرمادی، اس خواب کی تفصیل حافظ ابن کثیرؒ کی "البدایہ والنہایہ" میں مذکور ہے، یہاں اِختصار کی بنا پر ترک کردی گئی۔

۳۱:... اسی سال یہ واقعہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر تین سو سے زائد تھا، اور لشکرِ کفار ایک ہزار جنگی سورماؤں پر مشتمل تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی: ترجمہ:... "اے اللہ! جس (فتح ونصرت) کا وعدہ آپ نے مجھ سے کر رکھا ہے، آج اسے پورا کردے، اے اللہ! اگر یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہوگئی تو آج کے بعد کبھی تیری پرستش نہیں کی جائے گی۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ساری رات) اپنے رَبّ سے دُعا اور فریاد کرتے رہے، یہاں تک کہ ردائے مبارک بار بار کندھوں سے گر گر جاتی تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ! بس کیجئے، آپ نے اپنے رَبّ سے بہت عہد معاہدہ کرلیا، وہ آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا کرکے رہیں گے۔" اس پر اللہ رَبّ العزّت نے یہ آیت نازل فرمائی: "سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔" (القمر:۴۵)

ترجمہ:... "عنقریب شکست کھائیں گے یہ لوگ اور پشت پھیر کر بھاگیں گے۔"

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوشی میں اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے (اپنے عریش) سے باہر تشریف لائے۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

مبارک ثانی قادیانی مقدمے پر

نظرثانی فیصلے کا تجزیہ اور تبصرہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

(گزشتہ سے پیوستہ)

۱۴: .... میں ناشر کے مفہوم میں تقسیم کنندہ شامل ہے یا نہیں؛ اس پر بحث کی گئی ہے۔

۱۵: .... میں شکایت کنندہ کی جانب سے تفسیر صغیر تقسیم کیے جانے کی بنا پر اس پر غیر قانونی مقصد کا اطلاق ہونے کا ذکر۔ مسؤل علیہ نمبر ا کے وکیل کی جانب سے ”طاہر نقاش بنام ریاست“ مقدمے کا حوالہ دیا گیا، حالانکہ پیراگراف: ۲۱ میں عدالت نے لکھا ہے کہ اس مقدمے میں احمدی ملزم پر الزام یہ تھا کہ اس نے اپنی عبادت گاہ کے اندر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا اور قرآن مجید کے نسخے رکھے تھے۔۔۔ الخ لیکن سوچنا چاہیے کہ اس مبارک ثانی مقدمے میں اس ملزم پر تحریف شدہ تفسیر صغیر تحریر کرنے، چھاپنے سے لے کر تقسیم کرنے تک کے الزامات ہیں۔ ”طاہر نقاش بنام ریاست“ مقدمے پر اس کو قیاس کرنا صحیح نہیں۔

۱۶: .... میں دس اداروں کو نوٹس دیے گئے، ان کے نام اور ”المورد“ کا بحیثیتِ ادارہ کوئی مؤقف نہ ہونے کا ذکر۔

۱۷: .... میں لکھا ہے کہ: ”اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ: عدالت نے اسلامی عقیدے کو محض ”قرآن“ پر مبنی قرار دیا ہے، یہ ناقص بات ہے۔ اسلامی عقائد ”قرآن اور سنت“ دونوں پر مبنی ہوتے ہیں۔“ اس پر عدالت نے کہا کہ: ہم نے ایسا نہیں کہا۔ کونسل نے معترضہ فیصلے میں آیات کو بے محل قرار دیا اور کہا کہ: ”اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ جہاں غلط کام ہو رہا ہو تو مسلمان اس کو شرعی و قانونی طریقوں سے نہ روکیں۔“ اس پر عدالت نے کہا کہ: کسی کو شرعی و قانونی طریقہ اختیار کرنے سے روکا نہیں تھا اور نہ ہی ایسا حکم دے سکتے ہیں۔ عدالت نے لکھا کہ کونسل نے دین کے معاملے میں جبر کی ممانعت کو تو تسلیم کیا مگر اسے اس حد تک محدود کر دیا کہ کسی کو اس کی مرضی کے بغیر اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

راقم الحروف اس پر عرض کرتا ہے کہ اس کا دائرہ محدود کونسل نے نہیں کیا بلکہ مفسرین نے اس آیت کا اپنی تفاسیر میں محدود دائرہ ہی ذکر کیا ہے، اور اس کو عدالت عظمیٰ نے ”مجیب الرحمٰن بنام ریاست“ میں بھی واضح کیا ہے، جیسا کہ فیصلے کے نمبر: ۲۰ میں ”مجیب الرحمٰن بنام ریاست“ فیصلے کے تحت چند اقتباسات بطور حوالہ نقل کیے جائیں گے۔

۱۸: .... پانچ اداروں کا مؤقف جناب مفتی حبیب الحق نے پڑھا اور اس میں کہا گیا کہ عدالت نے معترضہ حکم نامے میں قرآن کریم کی آیات سے غلط استدلال کیا اور مقدمہ بعنوان: ”مجیب الرحمٰن بنام حکومتِ پاکستان“ میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے اور مقدمہ بعنوان: ”ظہیر الدین بنام ریاست“ میں سپریم کورٹ کے فیصلے سے انحراف کیا ہے۔

عدالت نے کہا کہ ہم نے مقدمہ ظہیر الدین بنام ریاست کے فیصلے سے انحراف نہیں کیا، نہ ہی کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ فیصلہ بڑے بنچ کا تھا جو پانچ فاضل ججوں پر مشتمل تھا۔

۱۹: .... جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے مفتی شیر محمد خان نے قرآن کریم کے حوالے سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نام نہاد عبادت گاہ کو ڈھا دینے کا حکم دیا تھا؛ جہاں مسلمانوں اور اسلام کے خلاف سازشیں ہو رہی تھیں، اور اسے مسجد ضرار کا نام دیا تھا۔ جناب ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی نے بھی اپنی انفرادی رائے میں یہ دلیل دی تھی۔ اس پر عدالت نے کہا کہ یہ عبادت گاہ جن لوگوں نے بنائی تھی؛ انہوں نے اسے نام مسجد کا دیا تھا، جس سے بعض مسلمان دھوکے میں پڑ سکتے تھے، جب کہ پاکستان کے قانون میں پہلے ہی سے پابندی ہے کہ احمدی اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی خود کو مسلمان کے طور پر پیش کر سکتے ہیں۔۔۔ الخ

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ مفتی صاحب اور ڈاکٹر عمیر صدیقی نے یہ حوالہ محض مسجد نام رکھنے پر نہیں دیا تھا کہ جسے یہ کہہ کر خاموش کرا دیا جائے کہ پاکستان کے قانون میں پہلے ہی سے پابندی ہے کہ قادیانی اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ ان حضرات کا کہنا یہ تھا کہ اس جگہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں ہو رہی تھیں، اور یہ سازشیں بھی ادارے میں ہو رہی تھیں، جس کی بنا پر اسے منہدم کیا گیا۔ مطلب یہ کہ کوئی اسلام یا مسلمانوں کے خلاف علانیہ سازش کرے، تب بھی مجرم ہے۔ یا نجی طور پر کرے، تب بھی وہ مجرم ہے۔ اسلامی ریاست کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اسلام، مسلمانوں اور ریاست کے خلاف کہیں بھی کوئی سازش نہ ہونے دے۔ اور یہ واقعہ خود دلیل ہے اس بات کی کہ قادیانیوں کو چاہے ان کے گھر، عبادت خانے یا مخصوص نجی ادارے ہوں؛ کہیں بھی اسلام، ریاست اور مسلمانوں کے خلاف کسی فعل اور عمل کی اجازت نہیں۔

۲۰ :.... میں لکھا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کے سامنے مجیب الرحمٰن مقدمے میں یہ معاملہ اٹھایا گیا کہ پاکستان میں احمدیوں کو اپنے مذہب اور عقیدے پر عمل سے روکا جا رہا ہے تو عدالت نے اپنے فیصلے میں قرار دیا کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کی اجازت ہوتی ہے اور اس ضمن میں عدالت نے رسول اللہ ﷺ کے غیر مسلموں کے ساتھ معاہدات کا حوالہ دینے کے علاوہ عہدِ صحابہ اور بعد کی اسلامی تاریخ سے کئی مثالوں کا ذکر کیا۔

اس کے جواب میں راقم الحروف مقدمہ: مجیب الرحمٰن بنام ریاست ”قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے“ (مؤلفہ: محمد متین خالد) نامی کتاب سے یہ اقتباس نقل کرنا چاہتا ہے:

”کسی غیر مسلم کے اس حق پر ایسی کوئی آئینی، قانونی یا شرعی پابندی نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرے، پیغمبر ﷺ کو اپنے دعوے میں سچا تسلیم کرے، قرآن کریم کو اچھے دستورِ حیات کا حامل تسلیم کرے اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہو.... چھٹے سوال کا واضح جواب یہ ہے کہ ایسے غیر مسلم سے قرآن وسنت کی عائد کردہ شرائط؛ جن کا تذکرہ مناسب موقع پر آئے گا، کے تحت دوسری اقلیتوں جیسا سلوک کیا جائے....“

آگے لکھا کہ:

”مسٹر مجیب الرحمٰن نے ”اکراہ“ کے بارہ میں جو چار اصول بنائے ہیں، وہ بھی قطعی ہیں۔ لیکن تیسرے اصول کا اطلاق جیسا کہ مسٹر مجیب الرحمٰن نے کیا ہے، درست نہیں ہے۔ تیسرا اصول یہ ہے کہ کسی شخص کو طاقت کے استعمال سے، اس کے دین سے نہیں نکالا جا سکتا۔ اپنے تحریری دلائل میں وہ اس پر یہ اضافہ کرتے ہیں: ”جیسا کہ ہمیں نکالا گیا ہے۔“ زیر بحث آرڈی نینس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ انہیں اپنے مذہب سے نکال دیا گیا ہے۔ یہ استدلال کیا گیا تھا کہ احمدیوں پر اپنے آپ کو مسلمان کہنے یا ایسا ظاہر کرنے پر پابندی عائد کرنا، انہیں اپنے دین سے جو ان کے مطابق اسلام ہے، نکالنے کے مترادف ہے۔ اس سوال پر ہم پہلے غور کر چکے ہیں اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہر دو عقیدوں کے قادیانی

مسلمان نہیں ہیں، بلکہ غیر مسلم ہیں۔ لہٰذا آرڈی نینس انہیں اپنے آپ کو ایسا کہنے سے روکتا ہے، جو وہ نہیں ہیں۔ کیونکہ انہیں اپنے آپ کو جھوٹ موٹ مسلمان ظاہر کر کے کسی شخص خصوصاً امت مسلمہ کو دھوکا دینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ یہ امر پہلے واضح ہو چکا ہے کہ مرزا صاحب اور لاہوری گروہ کے سوا دیگر قادیانیوں نے اپنے آپ کو ایسی جماعت کی جگہ جس میں قرآن کریم کی محبت اور عقیدت سب سے بلند ہے، مسلم جماعت قرار دے لیا ہے۔ یہ برداشت نہیں کیا جاسکتا اور غیر مسلموں کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ امت کا شیرازہ بکھیر کر مسلمانوں کے حقوق اور مراعات پر قبضہ کر لیں۔ پھر یہ امر قادیانیوں کے مرزا صاحب کو خواہ نبی یا مجدد یا مہدی معہود یا مسیح موعود ماننے کے حقوق پر بھی اثر انداز نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے ان کے اس حق میں مداخلت ہوتی ہے کہ وہ اپنے مذہب پر عمل کریں اور اسکے اصولوں کے مطابق اپنی عبادت گاہوں میں عبادت کریں۔.... شریعت اسلامیہ غیر مسلموں کو اپنے دین کو ماننے نیز اس پر عمل کرنے کا پورا تحفظ دیتی ہے۔" (۲۱۶ تا ۲۱۸)

اس فیصلے میں آگے چل کر لکھا کہ: "متوکل علی اللہ کے زمانے میں ذمیوں پر کچھ زیادتیوں کی مثالیں مل سکتی ہیں، لیکن ان کے پس پردہ ایک عنصر یہ تھا کہ اس وقت خود غیر مسلم، قائم حکومت کے خلاف سازشیں کرنے لگے تھے اور ایسی سازشیں ان کی عبادت گاہوں میں تیار ہوتی تھیں۔ بدیں وجہ حکومت کو ان کا لباس مقرر کرنے اور ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کی ضرورت پیش آئی۔" (۲۲۴)

آگے لکھا کہ: "تاہم یہ تمام دلائل غیر متعلق ہیں، کیونکہ زیر بحث قانون قادیانیوں کو اپنا عقیدہ بدلنے اور اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتا.... لیکن نہ وہ مسلمان ہیں اور نہ ہی یہ امور اکراہ، جبر یا دھمکی کے ان اصولوں کے تحت آتے ہیں جن پر آیات کا اطلاق ہوتا ہے۔ ان آیات کا اطلاق کسی اور دین کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنے پر ہوتا ہے۔" (۲۲۷)

راقم الحروف یہ عرض کرتا ہے کہ آئین میں بھی ان کو قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ لکھا گیا ہے، یہ ایک گروپ اور گروہ تو ہے لیکن کوئی مذہب نہیں۔ قادیانیت کوئی مذہب نہیں۔ مسلمانوں کا یہ مطالبہ ہے کہ قادیانی، مسلمانوں کے شعار کے علاوہ اپنے شعار بنائیں اور حکومتِ پاکستان کے تحت اپنے آپ کو رجسٹرڈ کرائیں، ان سے کوئی جھگڑا نہیں اور غیر مسلموں کے تحت اپنی مذہبی آزادی حاصل کریں۔ جب قادیانیت کسی مذہب کا نام نہیں اور نہ ہی گورنمنٹ کے تحت یہ رجسٹرڈ ہے، بلکہ یہ صرف ایک جعل ساز گروہ ہے جو مسلمانوں کے شعار کو استعمال کر کے دوسرے انسانوں کو دھوکا دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ ہر سوسائٹی یا دستور و قانون میں کسی جعل ساز کے کوئی حقوق نہیں ہوتے۔

۲۱:.... "پانچ اداروں کے مشترکہ مؤقف میں یہ نکتہ بھی اٹھایا گیا کہ جس تقریب میں مسؤل علیہ پر کتب کی تقسیم کا الزام تھا، وہ "مدرسۃ الحفظ، عائشہ اکیڈمی و مدرسۃ البنات" کی تقریب تھی اور ان ناموں سے عام مسلمان دھوکے میں پڑ سکتے ہیں۔ کیا احمدیوں کے ادارے کے لیے ایسا نام رکھنے پر مجموعۂ تعزیرات کی دفعہ: ۲۹۸ سی کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟ عدالت نے اس پر کہا کہ: یہ سوال اس مقدمے میں عدالت کے سامنے نہیں ہے، نہ ہی ایف آئی آر میں مسؤل علیہ پر یہ الزام ہے کہ یہ نام اس نے رکھے تھے۔"

گویا عدالت عظمیٰ مانتی ہے کہ "مدرسۃ الحفظ، عائشہ اکیڈمی، مدرسۃ البنات" نام رکھنا، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا، قرآن کریم کو اپنی کتاب کہنا، اور مدرسہ کے لفظ سے دھوکا دینا پایا تو جاتا ہے؛ لیکن چونکہ مدعی نے یہ الزام نہیں لگایا تو اس لیے دفعہ: ۲۹۸ سی کا اطلاق نہیں کیا گیا۔" اس سے گویا قادیانیوں کی آئین شکنی کے باوجود انہیں صاف بچا لیا گیا ہے، ورنہ اتنے دوسرے امور عدالت از خود زیر بحث لے آئی ہے۔

بہر حال! آگے پیراگراف ۲۵ تا ۳۹ میں اس قانون کے بننے کے حالات، واقعات، مراحل، مقصد، اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کا ذکر ہے، جو بہت ہی عمدہ انداز اور پیرائے میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس پر ہم عدالت کے شکر گزار ہیں۔

البتہ قادیانیوں اور لاہوریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے، ان کی طرف سے قانون کی خلاف ورزیوں کی بنا پر ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کا امتناع قادیانیت آرڈی ننس کا جاری ہونا اور اس قانون کا حصہ بن جانا، پھر اس کی خلاف ورزیوں پر مقدمات بننا اور اس قانون کو عدالتوں میں چیلنج کیا جانا اور اس پر اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلوں کے صادر ہونے کے اتنا عرصہ بعد عدالت عظمیٰ کی جانب سے ایک بار پھر ۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ میں کی گئی ارا کین اسمبلی کی تقاریر کا حوالہ دینا کہ وہ بھی چاہتے تھے کہ ان کو مذہبی آزادی دی جائے؛ یہ کچھ صحیح نہیں لگتا۔ کیونکہ قانون بن جانے کے بعد قانون ہی ان تمام وضاحتوں کے لیے کافی اور شافی ہوتا ہے، جیسا کہ اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں میں اس قانون کی تمام تشریحات آ گئی ہیں۔

۴۰:.... ''فیصلے میں یہ بھی قرار دیا گیا کہ جن انتظامی احکامات کو اس مقدمے میں چیلنج کیا گیا تھا، ان کا اطلاق احمدیوں کے صرف ان افعال پر ہوتا ہے جو وہ عوامی سطح پر انجام دیں، نہ کہ ان افعال پر جو وہ اپنے گھروں یا عبادت گاہوں میں کریں۔''

اس پر اتنا عرض کریں گے کہ یہ عدالتی فیصلے اس وقت ظہور میں آئے جب قادیانیوں نے سو سالہ جشن منانے کا فیصلہ کیا، اور روڈوں پر چراغاں کیا، جھنڈیاں لگائیں، بینر وغیرہ لگائے، اور کہا کہ ہم شکرانے کے نوافل ادا کریں گے، غریبوں میں کھانا تقسیم کریں گے۔ جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہونا اور امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہونا یقینی تھا، تو اس پر انتظامیہ نے پابندی لگادی اور پھر قادیانی عدالتوں میں اپیلیں لے کر گئے تو اس پر عدالتوں میں یہ فیصلہ دیا گیا کہ یہ مذکورہ بالا کام اپنے گھروں اور عبادت گاہوں میں کریں۔ اس میں کہیں نہیں لکھا کہ اپنے گھروں میں بیٹھ کر اپنے مذہب کی تبلیغ کریں، قرآن کریم میں تحریف کریں، اپنے آپ کو مسلمان کہیں، یا مسلمانوں کی اصطلاحات اور شعائر کا مذاق اڑائیں۔

۴۱:.... میں مقدمہ بعنوان ''طاہر نقاش بنام ریاست'' کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن اس کا حوالہ اس مقدمے میں بنتا نہیں۔

اس لیے کہ اس میں تین باتیں ہیں: ثابت کرے کہ قرآن کریم کے کس نسخے یا کسی اقتباس کی قصداً توہین کی گئی ہے یا اسے نقصان پہنچایا گیا یا اس کی بے حرمتی کی گئی ہے اور یہ غیر قانونی مقصد کے تحت کی گئی ہے۔ یہ تو عدالت نے کام آسان کر دیا کیونکہ ہم نے یہ ثابت کرنا ہے کہ صرف ایک توہین ہوئی ہے، تفسیر صغیر میں قرآن کریم کی توہین کی گئی ہے۔ تو طاہر نقاش کے فیصلے کا حوالہ دینا یہاں درست نہیں ہوگا۔ سورۃ التحریم میں حضرت مریم علیہا السلام کے تذکرے میں تفسیر صغیر کے اندر جو حاشیہ ہے، اس میں لکھا ہے کہ آئندہ زمانے میں خدا کی طرف سے ایک آدمی ظاہر ہوگا۔۔۔ الخ (ص:۷۵۸) اور مرزا غلام قادیانی کی کتاب کشتی نوح مندرجہ روحانی خزائن، ج:۱۹، ص:۵۰ میں لکھا ہے کہ: مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔۔۔ الخ اس طرح سورۃ التحریم کی آیت کو مرزا پر چسپاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کی توہین ہے، اور مسلمانوں اور عیسائیوں کی دل آزاری کا باعث ہے۔ اس کے علاوہ بھی پوری تفسیر اس طرح کی تحریفات سے بھری پڑی ہے۔

۴۲:.... میں عدالت نے کہا: ''آئینی وقانونی دفعات اور عدالتی نظائر کی اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ احمدیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد انہیں آئین اور قانون کے مطابق اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے اور اس کے اظہار اور اس کی تبلیغ کا حق اس شرط کے ساتھ حاصل ہے کہ وہ عوامی سطح پر مسلمانوں کی دینی اصطلاحات استعمال نہیں کریں گے، نہ ہی عوامی سطح پر خود کو مسلمانوں کے طور پر پیش کریں گے۔ تاہم اپنے گھروں، عبادت گاہوں اور اپنے نجی مخصوص اداروں کے اندر انہیں قانون کے تحت مقرر کردہ ''معقول قیود'' کے اندر ''گھر کی خلوت'' کا حق حاصل ہے۔''

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ بات تو ٹھیک ہے کہ قادیانیوں اور لاہوریوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد انہیں آئین اور قانون کے مطابق اپنے مذہب پر عمل کرنے کا حق ہے، لیکن ان آئینی وقانونی دفعات اور عدالتی نظائر سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ وہ اپنے مذہب کے اظہار اور اس کی تبلیغ کا حق اپنے

گھروں، عبادت گاہوں اور اپنے نجی مخصوص اداروں کے اندر کرسکیں گے؟

معزز عدالت کے جج صاحبان سے بڑے ادب کے ساتھ عرض ہے کہ آپ کے اسی فیصلے کے پیراگراف نمبر: ۴۰ میں درج ہے کہ: ’’فیصلے میں یہ بھی قرار دیا گیا کہ جن انتظامی احکامات کو اس مقدمے میں چیلنج کیا گیا تھا، ان کا اطلاق احمدیوں کے صرف ان افعال پر ہوتا ہے جو وہ عوامی سطح پر انجام دیں، نہ کہ ان افعال پر جو وہ اپنے گھروں یا عبادت گاہوں میں کریں۔‘‘

عرض ہے کہ اس میں اپنے عقیدے کا اظہار، تبلیغ، دعوت، یا اسلامی شعار اور اصطلاحات کا استعمال اپنے گھروں اور عبادت گاہوں اور نجی اداروں میں کرسکتے ہیں۔‘‘ کہاں سے ثابت ہوا؟ اسی طرح مقدمہ (بعنوان: طاہر نقاش بنام ریاست) سے گھروں، عبادت گاہوں اور اپنے مخصوص نجی اداروں میں عقیدے کا اظہار یا تبلیغ یا اسلامی شعار کے اظہار اور استعمال کی اجازت کیسے ثابت ہوتی ہے؟ اس لیے کہ اس مقدمے میں بھی لکھا ہے کہ وہاں کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا اور قرآن مجید رکھے ہوئے تھے۔ اس سے زیادہ کچھ ثابت نہیں ہوتا۔

۴۸: میں لکھا ہے کہ: ’’مسلمانوں کو سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کس کام میں ہے اور کیا ان اعمال سے رسول اللہ ﷺ خوش ہوں گے؟‘‘

اس بارہ میں اتنا عرض ہے کہ قادیانی مسلمانوں کے مخالف نہیں، بلکہ حضور اکرم ﷺ کے موہن، انبیا کرام کے موہن، اہل بیتؓ کے مخالف، اور تمام امت مسلمہ کو کافر کہنے والے، اور اپنے آپ کو کافر ہونے کے باوجود مسلمان کہنے والا گروہ ہے، اس لیے عدالت ان کو مسلمانوں کا مخالف کہہ کر ان کے جرم کو ہلکا نہ کرے۔ خلاصہ یہ کہ بظاہر اس مقدمے میں درج کی گئی ایف آئی آر کے مطابق فیصلہ سامنے نہیں آیا۔

۲:.... اس فیصلے کے پیراگراف نمبر ۶ اور ۷ میں کافی ابہامات ہیں۔

۳:.... پیراگراف نمبر ۳۸ میں ظہیر الدین بنام سرکار مقدمے کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جسٹس سلیم اختر نے اپنے فیصلے میں قرار دیا ہے کہ قادیانی اپنی حدود کے اندر بھی وہ کام نہیں کرسکتے جو مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہیں، ہاں جو مخصوص نہ ہوں؛ وہ کرسکتے ہیں۔

۴:.... پیراگراف نمبر ۴۲ سب سے افسوس ناک ہے، جس کے تحت انہیں گھر کی خلوت کا حق دیا گیا ہے۔ حالانکہ آئین وقانون میں ایسا کہیں نہیں لکھا ہوا۔ عدالتی نظائر ’’ظہیر الدین بنام سرکار‘‘ و ’’طاہر نقاش بنام ریاست‘‘ میں بھی گزر چکا ہے کہ گھر کے اندر بھی توہین نہیں کرسکتے۔ محض قرآن رکھنا جرم نہیں بلکہ اس کے اندر تحریف شدہ مواد جرم ہے جو کہ تفسیر صغیر میں ہے۔ کیا ذاتی اداروں کے اندر کوکین، حشیش وغیرہ رکھنا جائز ہے؟

۵:.... اب آگے یہ مسائل کھڑے ہوں گے کہ نجی ادارے کی تعریف کیا ہے؟ کیونکہ بہت سے ادارے نجی وعوامی دونوں ہوتے ہیں۔ اب کیسے فرق کیا جائے گا؟ کیا کسی شخص کو گھر کے اندر بائبل یا ہندوؤں کی مقدس کتاب کی توہین کی اجازت ہوگی؟ آگے عید، قربانی وغیرہ عبادات کے اندر بھی مسائل پیدا ہوں گے۔

نیز یہ کہ پیراگراف نمبر: ۴۲ نے پچھلی باتوں مثلاً ایف آئی آر ۳ سال بعد درج کی گئی وغیرہ پر پانی پھیر دیا ہے، کیونکہ جب نجی اداروں میں سب کرنے کی اجازت ہے تو ایف آئی آر درج کرانے کی ضرورت کیا رہ گئی؟ اس کے علاوہ نمبرات میں کوئی ایسی بات نہیں، جس پر کوئی وضاحت کی جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے، ہمارے ملک وقوم اور اداروں کی عزت وتوقیر میں اضافہ فرمائے، ملک کو امن وامان کی نعمت سے مالا مال فرمائے اور آخرت میں ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین! بہرحال! راقم الحروف کا یہ تجزیہ یا تبصرہ ہے، ماہرین قانون اس پر مزید روشنی ڈال سکتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اہلِ بیت و آلِ محمد ﷺ

ایک تحقیقی مطالعہ

پروفیسر محمد سلیم قاسمی (علی گڑھ مسلم یونیورسٹی)

حضور ﷺ سے محبت ایمان کا جزء ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ۔“ (التوبہ:۲۴)

ترجمہ: ”(آپ کہہ دیجیے اے لوگو! اگر تمہیں تمہارے آباء تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور خاندان اور مال جو تم نے کما کے جمع کیا ہے اور تمہاری تجارت جسے تم کساد بازاری سے بچاتے ہو اور تمہارے عمدہ گھر اگر اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں زیادہ محبوب ہیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے، تو تم انتظار کرو اللہ کے فیصلہ کا، یہ سمجھ لو کہ اللہ کسی فاسق کو ہدایت نہیں دیتا)۔“

اسی طرح سورہ احزاب میں فرمایا گیا:

”النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔“ (احزاب:۶)

ترجمہ: ”پیغمبر مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔“

آیات کی تشریح میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”لا یؤمن احدکم حتی اکون احب إلیه من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔“

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان)

ترجمہ: ”کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ ”میں“ اس کے والدین، اولاد اور دوسرے تمام لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔“

دوسری صحیح حدیث میں ہے: ”ثلاث من کن فیه وجد بهن حلاوۃ الایمان، من کان اللّٰہ ورسوله احب إلیه مما سواهما۔“

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان)

ترجمہ: ”جس شخص میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس محسوس کرے گا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بندہ اللہ اور اس کے رسول سے ہر ایک رشتہ اور چیز سے زیادہ محبت کرے۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے محبوب (بلکہ اعظم محبوب من الخلق) ہیں اور ظاہر سی بات ہے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب سے بھی محبت کرے گا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ رسول مومنوں کے سب سے بڑے ہمدرد اور مشفق ہیں ۔ ان پر مومنوں کی تکلیف نہایت گراں گزرتی ہے،

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ۔“ (توبہ:۱۲۸)

ترجمہ: ”تمہارے پاس تمہیں میں سے ایسا رسول آیا ہے جس پر تمہاری تکلیف نہایت شاق گزرتی ہے۔ وہ تمہاری بھلائی کے حریص ہیں اور نہایت شفقت والے اور رحم والے ہیں ایمان والوں پر۔“

آپ ﷺ کی شفقت کی انتہا یہ ہے کہ نماز میں اگر کسی بچے کے رونے کی آواز آپ سن لیتے تو نماز ہلکی کردیتے، صحیح بخاری میں ہے:

”اذا سمع البکاء یخفف من صلاته رأفة وشفقة علی قلب امه به۔“ (صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من أخف الصلوٰۃ عند بکاء الصبی)

ترجمہ: ”جب آپ نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو آپ نماز مختصر کردیتے، اس وجہ سے کہ کہیں بچے کے رونے کی وجہ سے اس کی ماں پریشان نہ ہوجائے۔“

نہ معلوم کتنی مرتبہ آپ نے فرمایا: ”لولا ان أشق علی أمتي لامرتهم....“ (صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب السواک، ابن حبان، باب مواقیت الصلوٰۃ، دارمی، باب ینزل اللّٰہ الی السماء الدنیا)

ترجمہ: ”اگر مجھے امت پر تنگی کا خیال نہ ہوتا تو میں یہ اور یہ حکم دیتا، مگر امت کا خیال رکھتے ہوئے وہ حکم نہیں سنایا کہ کہیں وہ حکم ان پر گراں

نہ گزرے۔“

ایسے مشفق اور سراپا رحمت رسول سے اللہ بھی محبت کرتا ہے، اس کے فرشتے ان کے لیے علو مرتبت اور رحمت کی دعا کرتے ہیں؛ لہٰذا مؤمنین کو حکم دیا کہ وہ بھی اللہ سے رحمت کی دعا کریں، ارشاد فرمایا:

”إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔“

(احزاب:۵۶)

ترجمہ:”بیشک اللہ اپنی رحمتیں بھیجتا ہے نبی پر اور فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں ان کے لیے اور اے ایمان والو! تم بھی ان پر صلاۃ (درود) وسلام بھیجو۔“

مؤمنین کا حضور پر صلاۃ (درود) بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ سے درخواست کریں کہ اللہ اپنی بیش از بیش رحمتیں ابدالآباد تک نبی اور ان کی ازواج وذریات پر نازل فرماتا رہے۔

اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کا بدلہ چکانا کسی کے بس کی بات نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احسان صرف یہ نہیں کہ انھوں نے دین کو آسان صورت میں پیش کیا؛ بلکہ ان کا احسان تمام انسانیت پر ہے، انھوں نے گمراہ لوگوں کو راہِ راست پر چلنا سکھایا، جہنم کے دہانے پر کھڑے انسانوں کو جنت کا راستہ دکھایا، جو انسان اخلاقی پستیوں میں گرا ہوا تھا اسے وہاں سے اٹھا کر بلندیاں عطا کیں، جو دوسروں کے غلام تھے انھیں حکمرانی کے ہنر سکھائے۔ کفر کی دنیا اس لیے اس شخص سے خار کھائے ہوئے ہے کہ اس نے یہ احسانات تم پر کیے، ورنہ اس نے کسی کے ساتھ ذاتی طور پر کوئی برائی نہیں کی تھی۔

اس لیے اب تمہاری احسان شناسی کا لازمی تقاضا ہے کہ جتنا بغض وہ خیر مجسم کے خلاف رکھتے ہیں اسی قدر؛ بلکہ اس سے زیادہ تم ان سے محبت کرو جتنی وہ مذمت کرتے ہیں اتنی تم ان کی تعریف کرو، ان کے حق میں دعا کرو جو اللہ کے فرشتے شب وروز کر رہے ہیں؛ کیوں کہ ہم ان کے احسانوں کا بدلہ کبھی نہیں چکا سکتے، اس لیے اللہ سے کہتے ہیں اللہ ان کی خدمات کے بدلے انھیں بہتر از بہتر مقام ومرتبہ عطا فرما۔

(تفہیم القرآن حاشیہ آیت:۵۶، سورہ احزاب)

جب حکم صلاۃ (درود) نازل ہوا تو صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! سلام کا طریقہ تو ہمیں آپ نے سکھا دیا کہ یعنی: السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته، جو نماز کے تشہد میں پڑھا جاتا ہے اور اب صلاۃ (درود) کا طریقہ بھی تعلیم فرما دیجیے، آپ نے یہ درود تلقین فرمایا:

”اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی آل ابراهیم انک حمید مجید۔ اللّٰھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی آل ابراهیم انک حمید مجید“ (متفق علیہ۔ بخاری، کتاب الدعوات، باب الصلاۃ علی النبی ﷺ، مسلم، کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ علی النبی بعد التشہد)

صحیح بخاری ومسلم کی دوسری روایات میں یہ درود اس طرح بھی ہے:

”اللّٰھم صلی علی محمد وازواجه وذریته کما صلیت علی آل ابراهیم وبارک علی محمد وازواجه وذریته کما بارکت علی آل ابراهیم انک حمید مجید۔“ (متفق علیہ بخاری، کتاب الدعوات، باب الصلاۃ علی النبی ﷺ۔ مسلم، کتاب الصلوۃ، باب یصلی علی النبی بعد التشہد)

واضح رہے کہ آیت میں صرف آپ ﷺ کے لیے صلاۃ (درود) کا حکم تھا کہ مؤمنین آپ پر درود بھیجیں، مگر حضور ﷺ نے اپنے ساتھ اپنی آل، ازواج اور ذریت کو بھی شامل کرلیا۔ اس پر ابن حجر الہیتمی مکی نے فرمایا کہ الفاظ صلاۃ (درود) میں اپنے ساتھ اپنے اہل بیت کو شامل کرنا اس بات کی ظاہر دلیل ہے کہ اللہ نے اہل بیت پر صلاۃ کا حکم فرمایا اور یہ آپ کے لیے اور آپ کے گھر والوں کے لیے نہایت شرف وعظمت کی بات ہے۔ (الصواعق المحرقۃ، ص:۱۳۱، الباب الحادی عشر فی فضائل اہل البیت النبوی، الفصل الاول فی الآیات الواردۃ فیہم)

بلاشبہ اللہ کے رسول ﷺ بغیر حکم ومنشاء الٰہی کچھ نہیں کہتے، آپ ﷺ نے آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا کے سوا درج ذیل آیات کے معنی ومفہوم کو سامنے رکھ کر اپنے ساتھ دوسروں کو صلاۃ میں شامل فرمایا:

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ۔

(البقرۃ:۱۵۷)

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ۔ (التوبۃ:۱۰۳)

”هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ۔“

(الاحزاب:۴۳)

پہلی آیت میں اللہ رب العزت کی طرف سے ان لوگوں کو صلاۃ اور رحمت بطور خراج تحسین پیش کیا گیا جو راہِ خدا میں لڑتے ہوئے شہید

ہوئے اوران کو ہدایت یافتہ ہونے کی مزید سند عطا کی گئی۔دوسری آیت میں رضی اللہ عن المؤمنین (الفتح:۱۸) کے مصداق صحابہ پر آپ کو صلاۃ (دعاء رحمت) بھیجنے کا حکم دیا گیا۔تیسری آیت میں قیامت تک آنے والے تمام مؤمنوں پر اللہ ارحم الراحمین کی طرف سے صلاۃ (رحمت) کا وثیقہ عطا کیا گیا۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ان تمام آیات کی غرض وغایت اور منشاء الٰہی کو دیکھتے ہوئے ایک جامع درود کی تعلیم فرمائی۔اس درود میں بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج و ذریت اور اقارب سرفہرست ہیں؛ کیوں کہ اسلام میں ان کی خدمات گراں قدر ہیں۔

حضور ﷺ کے اقرباء:

آپ ﷺ کے اقرباء کے لیے نہایت شرف وعظمت کی بات ہے کہ اللہ رب العزت نے ان کو مالِ غنیمت اور فیٔ میں سے خمس عطا فرمایا،ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِی الْقُرْبیٰ۔“

(الانفال:۴۱)

ترجمہ:”اور جان لو کہ جو چیز تم کو غنیمت میں ملے اس میں پانچواں حصہ اللہ کے لیے ہے اور رسول کے لیے اور رسول کے رشتہ داروں کے لیے ہے۔“

اس آیت سے یہ بات بھی طے ہوگئی کہ حضور کے قرابت دار کون ہیں؟ یعنی قرابت دار وہ ہیں جن کو حضور ﷺ مالِ غنیمت اور فے میں حصہ دیتے تھے اور وہ بنوہاشم اور بنومطلب ہیں۔

صحیح بخاری میں ہے، حضرت جبیر بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں:

”مشيت انا و عثمان بن عفان الى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلنا يا رسول الله! اعطيت بني المطلب وتركتنا ونحن وهم منك بمنزلة واحدة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما بنو المطلب وبنو هاشم شئ واحد“ (بخاری، کتاب فرض الخمس، باب ومن الدلیل علی ان الخمس للامام)

ترجمہ:”میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے خمس میں سے بنومطلب کو تو حصہ دیا ہے؛ لیکن ہمیں چھوڑ دیا، حالانکہ ہم اور بنو مطلب آپ کے نزدیک رشتہ میں ایک ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:نہیں، بلکہ بنومطلب اور بنوہاشم ایک ہیں۔“

بنوہاشم سے مراد آل علی، آل عباس، آل جعفر، آل عقیل اور آل حارث ہیں اور خود حضور ﷺ کا تعلق بھی اسی خاندان سے ہے۔

اور عبدالمطلب نے بنوہاشم کی جاہلیت اور اسلام میں بڑی مدد کی تھی اور انھیں کے ساتھ گھاٹی میں قید ہونا بھی منظور کیا تھا۔ یہ لوگ پورے طور پر حضور کی حمایت میں تھے۔ان میں مسلمان تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وجہ سے اور جو اس وقت ایمان نہیں لائے تھے وہ خاندان کی طرفداری اور رشتوں وناطوں کی حمایت کی وجہ سے۔رہے بنوشمس اور بنونوفل، گو یہ بھی حضور کے چچازاد بھائی تھے؛ لیکن وہ اس وقت حضور ﷺ کی حمایت میں نہیں تھے؛ بلکہ ان کی وفاداریاں قریش کے ان تمام قبائل کے ساتھ تھیں جنھوں نے مل کر حضور کے خاندان بنوہاشم کا بائیکاٹ کیا تھا۔حضرت جبیر بن مطعم (راوی حدیث) اور حضرت عثمان بن عفان کا تعلق علی الترتیب بنونوفل اور بنوعبدشمس سے تھا، اللہ کے رسول نے انھیں خمس میں شامل نہیں فرمایا۔

حضور ﷺ کے اقرباء (بنوہاشم اور بنو مطلب) حضور سے شرف قرابت اور ابتداء اسلام میں نصرت وامداد کی وجہ سے تمام دوسروں سے افضل ہیں؛ لیکن ان کی محبت میں کسی قسم کا غلو جائز نہیں کہ انھیں مقام نبوت یا مقام عصمت تک پہنچادیں۔مقام عصمت انبیاء کا امتیاز ہے۔اسی طرح ان کے مطلق طور پر افضل ہونے کا مطلب بھی یہ نہیں کہ علم وفضل میں ان سے بڑھ کر کوئی دوسرا نہیں؛ بلکہ خلفائے ثلاثہ امت کے دوسرے تمام افراد میں افضل ہیں باوجود اس کے کہ حضرت علیؓ بعض خصوصیات میں خلفائے ثلاثہ میں ممتاز ہیں۔

تمام اہل سنت والجماعۃ اہل بیت سے محبت کرتے ہیں اور عقیدت رکھتے ہیں۔اس لیے کہ رسول اللہ کے اہل بیت کی محبت اور ان کی تعظیم و تکریم دراصل آپ ﷺ ہی کی تعظیم وتکریم ہے۔خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کہا کرتے تھے: ارقبوا محمداً صلى الله عليه وسلم في أهل بيته (بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ)

ترجمہ:”اے لوگو! رسول اللہ ﷺ کے گھرانے کے لوگوں کا پاس ولحاظ رکھو، انھیں کسی قسم کی تکلیف مت پہنچاؤ اور نہ ہی انھیں برا بھلا کہو۔“

ایک اور موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا رسول کی قرابت اور ان کے ساتھ حسن

سلوک مجھے زیادہ عزیز ہے بہ نسبت اپنے رشتہ داروں کے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کے ''قرابة رسول اللّٰہ احب إلی أن اصل من قرابتی۔''

(مسلم، کتاب الجہاد، باب قول النبی ﷺ لانورث)

حضرت عمرؓ بھی حضور کی قرابت کا بہت لحاظ رکھتے تھے۔ انھیں عطایا اور تقسیم وظائف میں خود پر بھی مقدم رکھتے تھے اور دوسرے تمام پر بھی ابن تیمیہؒ نے فرمایا:

''فان عمر ابن الخطاب لما وضع دیوان العطاء کتب الناس علی قدر انسابھم، فبدأ فأقربھم نسبا إلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلما انقضت العرب ذکر العجم ھکذا کان دیوان علی عھد الخلفاء الراشدین وسائر الخلفاء من بنی امیہ وولد العباس إلی أن تغیر الأمر بعد ذلک۔'' (اقتضاء الصراط المستقیم فی مخالفة اصحاب الجحیم ۱/۳۹۹، مطبوعہ: ریاض سعودی عرب)۔

ترجمہ: ''حضرت عمرؓ نے جب اپنے عہد خلافت میں وظیفہ کا رجسٹر تیار کرایا تو اس میں لوگوں کا وظیفہ رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی بنیاد پر رکھا۔ اس میں سب سے پہلے ان لوگوں کو رکھا جو نسب میں رسول اللہ ﷺ سے قریب تر تھے۔ جب تمام عرب کے قبائل کا ذکر مکمل ہوا تو اس کے بعد عجم کے لوگوں کا ذکر کیا۔ یہ رجسٹر اور اس پر عمل عہد خلفائے راشدین اور بنوامیہ کے تمام خلفاء اور بنوعباس کے زمانہ تک ہوتا رہا یہاں تک کہ اس کے بعد حالات میں تبدیلی آئی۔''

ازواج مطہرات:

آپ ﷺ کے گھرانے میں آپ کی ازواج مطہرات پر اللہ کی خاص رحمت اور برکت رہی۔ اللہ رب العزت نے آپ کی ازواج کو امت کی ''اولین خواتین'' کا درجہ عطا فرمایا۔ انھیں دنیا بھر کی تمام عورتوں کے لیے قدوہ اور پیشوا بنایا، ارشاد فرمایا:

''یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ''

(احزاب:۳۲)

ترجمہ: ''اے نبی کی بیویوں تم عام عورتوں میں سے نہیں ہو۔''

اللہ عزوجل نے ان کے گھروں کو مہبط وحی (نزول وحی کا مقام) بنایا، ارشاد فرمایا:

''وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِکْمَةِ۔'' (احزاب:۳۴)

ترجمہ: ''اور تلاوت کرتے رہو اس چیز کی جو پڑھی جاتی ہے تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت۔''

جب اللہ عزوجل نے ان ازواج کو یہ اعلیٰ ترین مقام عطا فرمایا تو انھیں اپنے مقام ومرتبہ کا خیال رکھنے اور اللہ کی ناراضگی سے بچنے کی بھی تلقین فرمائی، ارشاد فرمایا:

''یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا۔'' (احزاب:۳۰)

ترجمہ: ''اے ازواج نبی! تم میں سے جو بھی اپنے مقام ومرتبہ سے ہٹ کر کوئی عمل کرے گا اس کے لیے دوگنا عذاب ہوگا۔''

ان سب باتوں کا مقصد گھرانہ نبوت کو تمام کھوٹ اور عیوب سے اعلیٰ درجہ کی تطہیر سے نوازنا تھا، ارشاد فرمایا:

''إِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۔'' (احزاب:۳۳)

ترجمہ: ''اللہ چاہتا ہے کہ تم دی گئی ہدایات پر عمل کرو اور تمہارے گھروں سے کثافت دور کردے اور تمہیں پورے طور پر پاک وصاف کردے۔''

آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہؒ، عطاءؒ، مقاتلؒ اور سعید بن جبیرؒ نے ابن عباسؓ کے حوالہ سے فرمایا کہ اہل بیت سے مراد صرف ازواج مطہرات ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ سیاق وسباق کی تمام آیات میں ازواج مطہرات ہی کا ذکر ہے۔

(تفسیر بغوی وتفسیر ابن کثیر، سورہ احزاب:۳۳)

حضرت عکرمہؒ تو بازاروں میں اعلان کرتے تھے کہ آیت میں اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات ہیں؛ کیونکہ یہ آیت انھیں کی شان میں نازل ہوئی اور فرماتے تھے کہ میں اس پر مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔

(تفسیر قرطبی وابن کثیر، تفسیر سورہ احزاب:۳۳)

اس میں شک نہیں کہ یہ آیت ازواج مطہرات کی شان میں نازل ہوئی اور اہل بیت سے وہی مراد ہیں؛ لیکن یہ بات اس کے منافی نہیں کہ تبعاً کچھ دوسرے لوگ (داماد اور اولاد الاولاد) بھی اہل بیت میں شامل ہو جائیں؛ چنانچہ ابن کثیرؒ کی یہی رائے ہے۔ اس لحاظ سے اہل بیت میں آپ ﷺ کے تمام داماد (حضرت ابوالعاص، حضرت عثمان اور حضرت علی)، بیٹیاں (حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ) اور بیٹیوں کی اولاد (حضرت زینب کی اولاد: حضرت امامہ اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ کی اولاد: حضرت حسن، حسین، زینب اور ام کلثوم) سب شامل ہیں۔

(جاری ہے)

فلسطین، حماس کے راہنما شیخ

اسماعیل ہنیہ کی شہادت اور اُمت مسلمہ

محمد عبداللہ حمید گل

فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کی آواز' حماس کے سیاسی رہنما اسماعیل ہنیہ کی شہادت سے صرف حماس یا فلسطین کا نقصان نہیں ہوا بلکہ اس سے پوری اُمت مسلمہ کو نا قابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔ان کی شہادت پر دنیا بھر میں' بالخصوص مسلم دنیا میں گہرے رنج وغم کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اسماعیل ہنیہ نے نہ صرف نا قابلِ تسخیر طاقتوں کے غرور کو خاک میں ملایا بلکہ دنیا کو توحید کے حقیقی معنی ومفہوم سے بھی روشناس کرایا۔ اسماعیل ہنیہ حماس کے ان رہنماؤں میں شامل تھے جن کے پورے خاندان نے فلسطین کی آزادی کی جنگ لڑی اور قربانیاں دیں۔ اسلام دشمنوں نے ان کے حوصلے پست کرنے کے لئے ان کی والدہ' تین بیٹوں' ایک بیٹی' پوتے پوتیوں' دو بھائیوں' دو بہنوں' بھانجوں اور بھتیجوں سمیت خاندان کے 60 افراد کو بے دردی سے شہید کر دیا مگر اسماعیل ہنیہ کے عزم واستقلال میں کوئی کمی نہ آئی۔ اسماعیل ہنیہ ایران میں نومنتخب صدر مسعود پزشکیان کی تقریبِ حلف برداری میں شرکت کے لئے گئے تھے جب اُن پر گائیڈڈ میزائل سے حملہ کیا گیا۔ گائیڈڈ میزائل ٹیکنالوجی اسرائیل اور امریکہ کے پاس ہے۔ یعنی یہ حملہ امریکی منظوری سے حملہ کیا گیا ہے۔ دوسری جانب امریکی سیکرٹری دفاع لائیڈ آسٹن کا یہ بیان سامنے آیا ہے کہ اگر اسرائیل پر حملہ ہوا تو اس کا دفاع کریں گے جبکہ امریکی وزیر خارجہ نے اس بیان سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ نیتن یاہو کا وہ خطاب اسرائیلی ٹی وی پر پانچ منٹ تک نشر کیا گیا جس میں اُس کا کہنا تھا کہ اسرائیل نے اپنے دشمن کو عبرتناک جواب دیا ہے۔ اسرائیل اسماعیل ہنیہ کو شہید کرنے کی کئی بار پہلے بھی ناکام کوششیں کر چکا ہے۔2006ء میں اسرائیلی ہیلی کاپٹروں نے ان کے دفتر پر حملہ کیا لیکن وہ اس حملہ میں محفوظ رہے۔ بعد ازاں ان کے گھر کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ اڑھائی ماہ قبل ایرانی صدر ابراہیم رئیسی ایک ہیلی کاپٹر حادثے کا شکار ہوئے تو تب بھی اس حادثے میں اسرائیلی سازش شامل ہونے کی باتیں سننے میں آئی تھیں۔ اب ایران میں اسماعیل ہنیہ کی شہادت نے ایران کے دفاعی نظام پر بہت سے سوالات اٹھا دیے ہیں۔ یہ حملہ ایران کے دفاعی نظام کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے۔ اس سے قبل اسرائیل نے دمشق میں ایران کے قونصل خانے پر بھی میزائل حملے کیے تھے جس کا ایران نے اسرائیل کے اندر جا کر مسکت جواب دیا۔ یورپی مبصر برائے مشرقِ وسطیٰ ایلیا جے میگنیئر کے مطابق اسماعیل ہنیہ کو نشانہ بنانے کے لئے اسرائیل کا جاسوسی سافٹ ویئر استعمال کیا گیا۔ اسماعیل ہنیہ کے واٹس ایپ پیغام میں اسپائی ویئر لگائے گئے تھے اور انہیں اپنے بیٹے کے ساتھ ہونے والی کال کے بعد شہید کیا گیا کیونکہ کال کے دوران ان کے مقام کی نشاندہی ہوگئی تھی۔ یہ پہلا موقع نہیں ہے جب اسرائیل نے حماس یا حزب اللہ کے راہنماؤں کو قتل کیا ہو۔ اسرائیل گزشتہ کئی سالوں سے اس طرح کی ٹارگٹ کلنگ کی کارروائیاں کرتا رہا ہے جس میں پی ایل او اور حماس کے راہنماؤں' ایرانی فوج اور حزب اللہ کے کمانڈروں کو نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ ایرانی سپریم لیڈر آیت اللہ خامنہ ای کہتے ہیں کہ ہنیہ کے قتل کا بدلہ لینا تہران کا فرض ہے۔ ایران میں سرخ پرچم لہرا دیئے گئے ہیں جو انتقام کے جذبے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ حماس کے مطابق ہنیہ کی شہادت سے اسرائیل اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکے گا اور اب مقبوضہ بیت المقدس کو آزاد کرانے کے لئے کھلی جنگ چھڑے گی

اسماعیل ہنیہ ایران میں نومنتخب صدر مسعود پزشکیان کی تقریبِ حلف برداری میں شرکت کے لئے گئے تھے جب اُن پر گائیڈڈ میزائل سے حملہ کیا گیا

جس کے لئے حماس کوئی بھی قیمت ادا کرنے کو تیار ہے۔

پاکستان سمیت ترکیہ‘ قطر‘ چین اور دیگر ممالک نے بھی اسماعیل ہنیہ کے قتل کی شدید الفاظ میں مذمت کی اور اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ اب مشرقِ وسطیٰ میں کشیدگی اور عدم استحکام میں مزید اضافہ ہوگا۔ ترکیہ کی جانب سے فلسطینیوں کے دفاع کے لئے اپنی افواج بھجوانے کا عندیہ دیا جاچکا ہے جبکہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے بھی گزشتہ روز ایک قرارداد منظور کرکے مسلم دنیا کی قیادت پر اسرائیل کے خلاف مشترکہ حکمت عملی طے کرنے پر زور دیا ہے۔ اسماعیل ہنیہ اپنی دلیری اور شجاعت کے باعث نہ صرف فلسطینی عوام بلکہ پوری مسلم اُمہ میں بہت مقبول تھے۔ انہوں نے کبھی فلسطین کی آزادی پر سمجھوتہ نہیں کیا۔ ان کی جدوجہد کا مرکز و محور حماس ہی تھی۔ ان کی ساری زندگی فلسطین پر اسرائیلی قبضے کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے گزری۔ کبھی کوئی ایسا موقع نہیں آیا جہاں ان کے قدم ڈگمگائے ہوں۔ حماس کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ اس نے فلسطینیوں کی ایک بامقصد ایمانی و فولادی نسل تیار کردی ہے جس کی کتابِ زندگی میں ڈر‘ خوف‘ شکست‘ پستی‘ بزدلی اور منزل سے گمراہ کردینے والی حکمت یا مصلحت جیسی تعبیریں سرے سے نہیں ہیں۔ غزہ کے باسیوں نے ثابت کردیا ہے کہ شکستہ عمارتیں‘ بکھری ہوئی لاشیں‘ ملبے میں بدلتا شہر‘ فاقہ مستی‘ آسمان سے برستے شعلے‘ ہر جانب سے بلند ہوتی آہ و بکا اور اپنے جگر گوشوں کے جسم کے ٹکڑے ان کے پائے استقامت کو لرزہ براندام نہیں کرسکتے۔

اسماعیل ہنیہ 1962ء میں غزہ شہر کے مغرب میں الشاطی پناہ گزین کیمپ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اسلامی یونیورسٹی سے 1987ء میں عربی ادب میں ڈگری حاصل کی۔ 2009ء میں اسلامی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری بھی حاصل کی۔ 1988ء میں حماس کے قیام کے وقت ایک نوجوان بانی رکن کی حیثیت سے اس تنظیم میں شامل ہوئے۔ 1997ء میں وہ حماس کے بانی راہنما شیخ احمد یٰسین کے پرسنل سیکرٹری بن گئے۔ 1988ء میں پہلے انتفادہ میں شرکت کرنے پر اسماعیل ہنیہ کو اسرائیل نے چھ ماہ قید میں رکھا۔ 1989ء میں دوبارہ گرفتاری کے بعد 1992ء میں اسماعیل ہنیہ کو لبنان ڈی پورٹ کردیا گیا جس کے اگلے سال اوسلو معاہدے کے بعد اسماعیل ہنیہ کی غزہ واپسی ہوئی۔ 2006ء میں فلسطین کے الیکشن میں حماس کی اکثریت کے بعد اسماعیل ہنیہ کو فلسطینی اتھارٹی کا وزیراعظم مقرر کیا گیا۔ حماس الفتح اختلافات کے باعث یہ حکومت زیادہ دیر نہ چل سکی لیکن غزہ میں حماس کی حکمرانی برقرار رہی۔ 2017ء میں اسماعیل ہنیہ کو خالد مشعل کی جگہ حماس کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ وہ متعدد مرتبہ امن مذاکرات کا حصہ رہے۔

ایران میں اسماعیل ہنیہ پر ہونے والے حملے سے چند گھنٹے قبل اسرائیلی لڑاکا طیاروں نے لبنان کے دارالحکومت بیروت پر حملے کیے جس کے نتیجے میں دو بچوں سمیت تین افراد جاں بحق اور 74 زخمی ہوئے۔ حملے میں حزب اللہ کمانڈر فواد شکر بھی جاں بحق ہوئے جو حزب اللہ کے سربراہ حسن نصر اللہ کے فوجی مشیر بھی تھے۔ حملے کا ٹارگٹ فواد شکر ہی تھے جن کے سر کی قیمت امریکہ نے 50 لاکھ ڈالر مقرر کر رکھی تھی۔ اسرائیل تمام سرخ لکیریں عبور کرچکا ہے۔ یہ اسماعیل ہنیہ پر حملہ نہیں پوری اُمت مسلمہ پر حملہ ہے۔ اب یہ سوال بھی زیرگردش ہے کہ اسماعیل ہنیہ کو ایران کے صدر کی حلف برداری کی تقریب کے موقع پر تہران میں کیوں نشانہ بنایا گیا‘ جبکہ وہ ایک عرصے سے قطر میں مقیم تھے اور اسرائیل کو وہاں ان کے ٹھکانے کا علم تھا۔ درحقیقت ایرانی سرزمین پر اسماعیل ہنیہ کی شہادت کا منظم منصوبہ ہنود و یہود کے مذموم عزائم کا عکاس ہے کہ وہ فلسطین جنگ کو پورے خطے تک پھیلا دینا چاہتا ہے۔ لہٰذا اب کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہی کہ تہران میں اسماعیل ہنیہ کی میزائل حملے میں شہادت سے اب مشرقِ وسطیٰ‘ عرب ریاستیں‘ جنوبی ایشیا اور وسطی ایشیا سمیت پورا خطہ جنگ کے خطرات کی لپیٹ میں ہے۔ موجودہ تناظر میں اقوام متحدہ کیا کرے گی؟ افسوس! ایران‘ روس‘ چین اور الجزائر کی درخواست پر سلامتی کونسل کا طلب کیا گیا ہنگامی اجلاس حسبِ معمول نشستند‘ گفتند‘ برخاستند ہی ہے۔ لمحۂ فکریہ ہے کہ اسرائیل مسلسل مسلم ممالک اور قیادتوں کو نشانہ بنارہا ہے۔ مذمتی بیانات‘ یواین او کی قراردادیں اس کا حل ہرگز نہیں۔ اس کا واحد حل یہ ہے کہ اُمت مسلمہ ہنود و یہود گٹھ جوڑ کے خلاف متحد ہو جائے تاکہ اسماعیل ہنیہ اور اسلام کے دیگر جانبازوں کا خون رائیگاں نہ جائے۔☆☆☆

حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زُہد

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

۱:.... ”حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ ثَنِيْ يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: ثَنِيْ مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ يَقُولُ: خَرَجْتُ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَخَذْتُ إِهَابًا مَعْطُوْنًا فَجَوَّبْتُ وَسَطَهُ فَأَدْخَلْتُهُ عُنُقِيْ وَشَدَدْتُ وَسَطِيْ فَحَزَمْتُهُ بِخُوصِ النَّخْلِ، وَإِنِّيْ لَشَدِيدُ الْجُوْعِ، وَلَوْ كَانَ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ لَطَعِمْتُ مِنْهُ فَخَرَجْتُ أَلْتَمِسُ شَيْئًا فَمَرَرْتُ بِيَهُوْدِيٍّ فِيْ مَالٍ لَهُ وَهُوَ يَسْقِيْ بِبَكَرَةٍ لَهُ فَاطَّلَعْتُ عَلَيْهِ مِنْ ثُلْمَةٍ فِي الْحَائِطِ فَقَالَ: مَا لَكَ يَا أَعْرَابِيُّ؟ هَلْ لَكَ فِيْ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ! فَافْتَحِ الْبَابَ حَتّٰى أَدْخُلَ، فَفَتَحَ فَدَخَلْتُ فَأَعْطَانِيْ دَلْوَهُ فَكُلَّمَا نَزَعْتُ دَلْوًا أَعْطَانِيْ تَمْرَةً حَتّٰى إِذَا امْتَلَأَتْ كَفِّيْ أَرْسَلْتُ دَلْوَهُ وَقُلْتُ: حَسْبِيْ فَأَكَلْتُهَا ثُمَّ جَرَعْتُ مِنَ الْمَاءِ فَشَرِبْتُ ثُمَّ جِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ۔ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔“

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۰)

ترجمہ:.... ”حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ: میں شدید سردی کے دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے نکلا، (سردی سے بچنے کے لئے) میں نے ایک صاف کی ہوئی کھال لے کر اسے درمیان سے چیر لیا اور شگاف میں اپنا سر داخل کرلیا اور کمر کو کھجور کی رَسّی سے باندھ لیا، مجھے شدید بھوک لگ رہی تھی، اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کھانے کی کوئی چیز ہوتی تو میں اس میں سے کھالیتا، چنانچہ میں کھانے کی چیز کی تلاش میں باہر نکلا اور ایک یہودی کے باغ کے پاس سے گزرا، یہودی اپنی چرخی سے پانی کھینچ کر باغ سیراب کر رہا تھا، میں نے دیوار کے سوراخ سے جھانک کر دیکھا تو یہودی نے کہا: اے دیہاتی! کیا بات ہے؟ کیا فی ڈول ایک کھجور پر پانی کھینچنے کے لئے تیار ہو؟ میں نے کہا: ہاں تیار ہوں! جب میں ایک ڈول نکال لیتا تو وہ مجھے ایک کھجور دے دیتا، اس طرح جب میری مٹھی بھر گئی تو میں نے ڈول چھوڑ دیا، میں نے کہا: مجھے بس اتنا کافی ہے۔ میں نے وہ کھجوریں کھائیں اُوپر سے پانی پی لیا۔ (اس کے بعد) میں مسجد میں آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔“

۲:.... ”حَدَّثَنَا أَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُمْ أَصَابَهُمْ جُوْعٌ فَأَعْطَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً تَمْرَةً۔ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔“

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۰)

ترجمہ:.... ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک بار صحابہ کرامؓ کو بھوک پہنچی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک ایک کھجور عطا فرمائی۔“

۳:.... ”حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلٰى رِقَابِنَا فَفَنِيَ زَادُنَا حَتّٰى كَانَتْ تَكُوْنُ لِلرَّجُلِ مِنَّا كُلَّ يَوْمٍ تَمْرَةٌ، فَقِيلَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِاللّٰهِ! وَأَيْنَ كَانَتْ تَقَعُ التَّمْرَةُ مِنَ الرَّجُلِ؟ قَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَقَدْنَاهَا فَأَتَيْنَا الْبَحْرَ فَإِذَا نَحْنُ بِحُوْتٍ قَدْ قَذَفَهُ الْبَحْرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا مَا أَحْبَبْنَا۔ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔“

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۰)

ترجمہ:.... ”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر بھیجا، ہم تین سو آدمی تھے، ہم اپنا توشہ اپنی گردوں پر اُٹھائے ہوئے تھے (یعنی اتنا کم تھا کہ سواری پر لادنے کی ضرورت نہ تھی) پس ہمارا توشہ ختم ہوگیا اور نوبت

یہاں تک پہنچی کہ فی کس ایک کھجور یومیہ ملنے لگی۔ کسی نے کہا کہ: حضرت! وہ ایک کھجور کیا کرتی ہوگی؟ فرمایا: جب وہ بھی ختم ہوگئی تب ہمیں اس کی اہمیت محسوس ہوئی۔ پھر ہم سمندر پر گئے تو دیکھا کہ ایک بڑی مچھلی سمندر نے باہر پھینک رکھی ہے، پس ہم اٹھارہ دن تک اس میں سے پیٹ بھر کر کھاتے رہے۔‘‘

۴:.... ’’حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ ثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ: إِنَّا لَجُلُوسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ مَا عَلَيْهِ إِلَّا بُرْدَةٌ لَهُ مَرْقُوعَةٌ بِفَرْوٍ، فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكٰى لِلَّذِيْ كَانَ فِيهِ مِنَ النِّعْمَةِ وَالَّذِيْ هُوَ فِيْهِ الْيَوْمَ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ بِكُمْ إِذَا غَدَا أَحَدُكُمْ فِي حُلَّةٍ وَّرَاحَ فِي حُلَّةٍ وَّوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صَحْفَةٌ وَرُفِعَتْ أُخْرٰى وَسَتَرْتُمْ بُيُوتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ۔ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِنَّا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُكْفَى الْمُؤْنَةَ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْكُمْ يَوْمَئِذٍ۔ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ، وَيَزِيْدُ بْنُ زِيَادٍ هٰذَا هُوَ مَدِيْنِيٌّ، وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَيَزِيْدُ بْنُ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيُّ الَّذِيْ رَوٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ رَوٰى عَنْهُ وَكِيعٌ وَمَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَيَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ زِيَادٍ كُوْفِيٌّ رَوٰى عَنْهُ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ۔‘‘

(ترمذی، ج:۲،ص:۷۰،۷۱)

ترجمہ:.... ’’حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے، ان کے بدن پر صرف ایک چادر تھی جس پر چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو اس ناز و نعمت کو یاد کرکے جو پہلے انہیں حاصل تھی، اور آج کی حالت دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رقت طاری ہوگئی، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جبکہ تم میں سے ایک صبح کو ایک حلے میں نکلے گا اور شام کو دُوسرے میں اور اس کے آگے ایک رکابی رکھی جائے گی اور ایک اُٹھائی جائے گی، اور تم اپنے گھروں پر ایسے پردے لٹکاؤگے جیسے کعبہ پر پردے لٹکائے جاتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس دن تو ہماری حالت آج کی نسبت بہت اچھی ہوگی، ہمیں کام کاج کی حاجت نہ ہوگی، اور ہم عبادت کے لئے فارغ ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ آج تم اس دن کی بہ نسبت اچھے ہو۔‘‘

۵:.... ’’حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ ثَنِيْ عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ نَا مُجَاهِدٌ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا يَأْوُوْنَ عَلٰى أَهْلٍ وَلَا مَالٍ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِيْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ وَأَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِيْ مِنَ الْجُوْعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلٰى طَرِيْقِهِمُ الَّذِيْ يَخْرُجُوْنَ فِيْهِ، فَمَرَّ بِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيَسْتَتْبِعَنِيْ فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِيْ عُمَرُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيَسْتَتْبِعَنِيْ فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَاٰنِي وَقَالَ: أَبَا هُرَيْرَةَ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اِلْحَقْ! وَمَضٰى فَاتَّبَعْتُهُ وَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَاسْتَأْذَنْتُ فَأَذِنَ لِيْ فَوَجَدَ قَدَحًا مِّنَ اللَّبَنِ قَالَ: مِنْ أَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ لَكُمْ؟ قِيْلَ: أَهْدَاهُ لَنَا فُلَانٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبَا هُرَيْرَةَ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ! فَقَالَ: اِلْحَقْ إِلٰى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ۔ وَهُمْ أَضْيَافُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا يَأْوُوْنَ عَلٰى أَهْلٍ وَلَا مَالٍ إِذَا أَتَتْهُ الصَّدَقَةُ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا، وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ فَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيْهَا، فَسَائَنِيْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ: مَا هٰذَا الْقَدَحُ بَيْنَ أَهْلِ الصُّفَّةِ وَأَنَا رَسُوْلُهُ إِلَيْهِمْ فَسَيَأْمُرُنِيْ أَنْ أُدِيْرَهُ عَلَيْهِمْ فَمَا عَسٰى أَنْ يُصِيْبَنِيْ مِنْهُ وَقَدْ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ أُصِيْبَ مِنْهُ مَا يُغْنِيْنِيْ وَلَمْ يَكُ بُدٌّ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهِ، فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَأَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ، قَالَ: أَبَا هُرَيْرَةَ! خُذِ الْقَدَحَ وَأَعْطِهِمْ! فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُنَاوِلُهُ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّهُ فَأُنَاوِلُهُ الْاٰخَرَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ بِهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلٰى يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَتَبَسَّمَ وَقَالَ: أَبَا هُرَيْرَةَ اِشْرَبْ! فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ: اِشْرَبْ! فَلَمْ أَزَلْ أَشْرَبُ وَيَقُوْلُ: ’’اِشْرَبْ!‘‘ ثُمَّ قُلْتُ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ

بِالْحَقِّ! مَا أَجِدُ لَهٗ مَسْلَکًا، فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَسَمّٰی وَشَرِبَ۔ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔" (ترمذی، ج:۲،ص:۷۱)

ترجمہ:.... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اصحابِ صفہ، اہلِ اسلام کے مہمان تھے، نہ ان کا کوئی ٹھکانا تھا، نہ گھربار، نہ مال، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں بھوک کے مارے زمین پر اپنا جگر چپکایا کرتا تھا، اور بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں لوگوں کے راستے میں جو عام لوگوں کی گزرگاہ تھی، جا بیٹھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو میں نے ان سے کتابُ اللہ کی آیت کے بارے میں پوچھا، میرا مقصود صرف یہ تھا کہ وہ میرے حالات دیکھ کر مجھے ساتھ لے جائیں گے، لیکن وہ آیت بتاکر چلے گئے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے، میں نے ان سے بھی کتابُ اللہ کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا، مقصود صرف یہ تھا کہ وہ مجھے ساتھ لے جائیں، لیکن انہوں نے بھی ایسا نہیں کیا، بلکہ آیت بتاکر چلے گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: جی یا رسول اللہ! فرمایا: میرے ساتھ آؤ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہولیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے، اجازت ملنے پر میں بھی اندر چلا گیا، گھر میں دُودھ کا ایک پیالہ رکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ: یہ دُودھ کہاں سے آیا؟ عرض کیا گیا کہ: فلاں صاحب نے ہدیہ بھیجا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوہریرہ! میں نے کہا: جی! فرمایا: اہلِ صفہ کو بلا لاؤ! اہلِ صفہ، اہلِ اسلام کے مہمان تھے، ان کا گھربار نہیں تھا، کہیں سے صدقہ آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بھیج دیتے اور خود تناول نہ فرماتے، اور اگر ہدیہ آتا تو اس میں سے خود بھی تناول فرماتے اور اہلِ صفہ کو بھی اس میں شریک کرتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ صفہ کو بلانے کا فرمایا تو مجھے طبعاً رنج ہوا، میں نے کہا کہ یہ چھوٹا سا پیالہ اہلِ صفہ کو کیا پورا آئے گا؟ اور میں چونکہ قاصد ہوں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ ہی کو حکم فرمائیں گے کہ ان کو پیش کروں، اس صورت میں کیا توقع ہے کہ اس میں سے مجھے بھی کچھ مل سکے گا، جبکہ مجھے اُمید تھی کہ مجھے اس میں سے اتنا حصہ مل جائے گا جو مجھے کافی ہو۔ بہرحال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر چارہ نہیں تھا، چنانچہ میں اصحابِ صفہ کو بلا لایا، جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو مجھے ارشاد فرمایا کہ: ابوہریرہ! یہ پیالہ لو اور ان کو دو۔ میں پیالہ لے کر ایک ایک کو دینے لگا، ایک پیٹ بھر کر پی لیتا اور پیالہ واپس کردیتا تو دُوسرے کو پکڑاتا، یہاں تک کہ سب نے شکم سیر ہوکر پی لیا اور میں نے پیالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ لے کر دستِ مبارک پر رکھا اور میری طرف سر اُٹھاکر مسکرائے اور فرمایا: ابوہریرہ! اب تم پیو! میں نے پیا، فرمایا: اور پیو! میں نے اور پیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرماتے رہے کہ پیو، پیو، اور میں پیتا رہا، یہاں تک کہ میں نے عرض کیا کہ: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! اب تو اس کے گزرنے کی جگہ بھی باقی نہیں رہی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ لیا، اللہ تعالیٰ کی حمد کی، بسم اللہ پڑھی اور نوش فرمالیا۔"

دُنیا کے پیٹ بھرے آخرت میں بھوکے ہوں گے:

"حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَیْدٍ الرَّازِیُّ نَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْقُرَشِیُّ ثَنِیْ یَحْیَی الْبَکَّاءُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: تَجَشَّأَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: کُفَّ عَنَّا جُشَائَکَ! فَإِنَّ أَکْثَرَهُمْ شِبَعًا فِی الدُّنْیَا أَطْوَلُهُمْ جُوْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَفِی الْبَابِ عَنْ أَبِیْ جُحَیْفَةَ۔" (ترمذی، ج:۲،ص:۷۱)

ترجمہ:.... "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ڈکار لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میاں! ڈکارنے سے باز رہو، کیونکہ جو لوگ دُنیا میں زیادہ سیر ہوکر کھاتے ہیں، قیامت کے دن ان کی بھوک کا زمانہ سب سے زیادہ طویل ہوگا۔"

تشریح:.... ڈکار عموماً پُرخوری کی وجہ سے آتے ہیں، اس لئے ڈکار لینے کی ممانعت کا مطلب یہ تھا کہ اتنا نہ کھایا کرو کہ ڈکار آئیں۔ یہ صاحب جن کو یہ واقعہ پیش آیا حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ تھے، جو نوعمر تھے، کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریفہ کے وقت یہ بالغ نہیں ہوئے تھے۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس فہمائش کے بعد انہوں نے عمر بھر کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ (جاری ہے)

قادیانیوں کے حق میں سپریم کورٹ کا

غیر منصفانہ فیصلہ

قسط:۲

حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی مدظلہ

ضلعی انتظامیہ کی طرف سے جے آئی ٹی کمیٹی کا قیام:

ریاست وعدالت اور آئین وقانون کے خلاف قادیانیوں کی اتنی بڑی جسارت اور ہٹ دھرمی کا چرچا اور شہرہ جب پبلک میں ہوا اور عوام نے اس پر شدید غم وغصہ کا اظہار کیا تو چنیوٹ کی ضلعی انتظامیہ نے مدعی اور ملزم کے درمیان یعنی مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان ایک جے آئی ٹی کمیٹی قائم کردی، جس میں فریقین کے علاوہ ضلعی انتظامیہ کے اعلیٰ حکام بھی شامل تھے، اس جے آئی ٹی کمیٹی کے رسمی اجلاس ہوتے رہے اور ایف آئی آر کا معاملہ لٹکتا چلا گیا، تقریباً ساڑھے تین سال بعد اس کمیٹی نے ۲۰۲۲ء میں مدعی کی درخواست انکوائری کی ساڑھے تین سالہ کارروائی اور کمیٹی کی رپورٹ پنجاب قرآن بورڈ کو ارسال کردی تاکہ بورڈ اپنی رائے دے کہ مدعی کی درخواست کے مطابق ملزم کے خلاف مقدمہ بن سکتا ہے یا نہیں؟ ان ساڑھے تین سالوں کے دوران مدعی کی طرف سے جے آئی ٹی کمیٹی کے سامنے جو تحریری موقف پیش کئے گئے، یہ بات ذہن میں رکھئے کہ پنجاب قرآن بورڈ ایک صوبائی ریاستی ادارہ ہے، جس کا کام قرآن پاک کو لفظی اور معنوی اغلاط اور تحریف سے بچانے کے لئے آئینی اور قانونی اقدامات کرنا ہے تاکہ کوئی شخص یا کوئی ادارہ قصداً یا بلاقصد قرآن میں تغیر و تبدل نہ کرسکے۔ قرآن بورڈ نے مدعی کی درخواست بھی دیکھی، مدعی کے تحریری موقف اور ثبوت وشواہد بھی دیکھے۔ ملزم کی طرف سے دی گئی وضاحتیں بھی دیکھیں۔ جے آئی ٹی کمیٹی کی رپورٹ بھی دیکھی اور فائل کا پورا مطالعہ کرکے چنیوٹ کی ضلعی انتظامیہ کو لیٹر بھیجا کہ قادیانی ملزم کا جرم قانونی طور پر قابل تعزیر ہے، اس لئے مدعی کی درخواست پر ملزم کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے۔ چنانچہ پنجاب قرآن بورڈ کے اس لیٹر کے بعد دسمبر ۲۰۲۲ء میں ملزم کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی۔

مرزا بشیر الدین محمود کی امارت اور قادیانی جماعت کی تقسیم:

میں یہ بات عرض کردوں کہ مرزا بشیر الدین محمود، مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا تھا، مرزا قادیانی کی وفات کے بعد حکیم نوردین بھیروی مرزا قادیانی کا جانشین ہوا اور حکیم نوردین بھیروی کی وفات کے بعد اس کی جانشینی کے لئے دو امیدوار سامنے آئے، ایک مولوی محمد علی لاہوری اور دوسرا مرزا بشیر الدین محمود چونکہ قادیانیوں کی ڈنڈا بردار غنڈا فورس ان کی باوردی عسکری قوت مرزا بشیر الدین کے ساتھ تھی، اس لئے مرزا بشیر الدین یہ الیکشن جیت گیا اور آپ تو اس بات کا اچھا خاصہ تجربہ رکھتے ہیں کہ الیکشن وہی جیت سکتا ہے جس کے ساتھ عسکری قوت ہو، جس کے ساتھ ڈنڈے اور وردی والے ہوں۔ ہمارے خطہ اور ہماری قوم کا سب سے بڑا المیہ ہی یہی ہے کہ الیکشن وہ جیتتا ہے جس کے پاس نوٹوں کی تجوریاں ہوں جس کے سر پر طاقت کی چھتری ہو، جس کے ساتھ ڈنڈا اور غنڈا فورس ہو، قادیانی کی یہ فورس جب مرزا بشیر الدین کے ساتھ تھی تو کوئی دوسرا یہ الیکشن کیسے جیت سکتا تھا؟ اس لئے مرزا بشیر الدین، حکیم نوردین بھیروی کا جانشین بن گیا، لیکن اس الیکشن اور انتخاب کی وجہ سے قادیانی جماعت دو گروہوں میں بٹ گئی۔ ایک گروہ نے مرزا بشیر الدین کو اپنا پیشوا بنالیا اور اس کا مرکز قادیان ہی رہا، دوسرے گروہ نے مولوی محمد علی لاہوری کو اپنا پیشوا چن لیا اور اپنا مرکز لاہور منتقل کرلیا، اس لئے پہلے گروہ کو قادیانی مرزائی اور دوسرے گروہ کو لاہوری مرزائی کہا جاتا ہے۔

علیحدگی کے لئے الگ شناخت ضروری ہوتی ہے:

ہر شخص جانتا ہے کہ جب ایک گروہ کسی جماعت سے الگ ہوتا ہے یا ایک جماعت کسی گروہ کو اپنے سے الگ کرتی ہے تو اس گروہ کے لئے اس جماعت سے الگ اپنی کوئی شناخت، اپنی الگ کوئی پہچان بنانی ضروری ہوتی ہے، اس کے اصول الگ ہوجاتے ہیں، اس کا منشور الگ ہوجاتا ہے، اس کا نصب العین اور پروگرام الگ ہوجاتا ہے، اس کی تعلیمات اور عبادات الگ

ہوجاتی ہیں، اس کے عقائد و نظریات الگ ہوجاتے ہیں۔عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہدِ صحابہ کرامؓ میں ایک ہی جماعت تھی جس کا نام اہل السنۃ والجماعت تھا، اسی جماعت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنتی اور ناجی جماعت قرار دیا، پھر خوارج اس جماعت سے الگ ہوئے اور ایک گروہ اور فرقہ بن گئے۔ ان کے اصول و عقائد بدل گئے، ان کی شناخت بدل گئی، پھر معتزلہ کا گروہ جماعت اہلسنت سے الگ ہوا، اس کے اصول وعقائد بدل گئے۔اس کی شناخت بدل گئی، پھر روافض کا گروہ جماعت اہلسنت سے الگ ہوا۔اس کے اصول وعقائد بدل گئے اور آج تک اس کی شناخت جماعت اہلسنت سے الگ ہے، چونکہ یہ تمام گروہ حضور علی الصلوٰۃ والسلام کو آخری نبی اور قرآن کو آخری وحی ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس لئے اصول، عقائد و شناخت الگ ہونے کے باوجود وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن پاک کو ہی اپنی تعلیم کا مرکز قرار دیتے ہیں۔ان کا دعویٰ کس حد تک سچا یا جھوٹا ہے، اس وقت یہ میرا موضوع نہیں۔ اس وقت میں صرف یہ بحث کر رہا ہوں کہ جو گروہ کسی جماعت سے الگ ہوتا ہے یا اسے الگ کیا جاتا ہے، اس کے لئے اپنی الگ شناخت ضروری ہوجاتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اور حکیم نور دین بھیروی کی حیات میں قادیانی اور لاہوری دونوں گروہ ایک ہی تھے۔دونوں مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے تھے، جب لاہوری گروہ قادیانی گروہ سے الگ ہوا تو اس نے اپنی شناخت بدلی اور اپنا عقیدہ ونظریہ بدلا۔انہوں نے یہ عقیدہ ونظریہ قائم کیا کہ مرزا قادیانی نبی نہیں بلکہ مہدی اور مسیح موعود ہے، جبکہ قادیانی گروہ آج بھی دھڑلے کے ساتھ مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران دونوں گروہوں کے سربراہ پارلیمنٹ میں طلب کئے گئے۔قادیانی گروہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد اور لاہوری گروہ کے سربراہ مولوی صدرالدین پارلیمنٹ میں پیش ہوئے، ان کو صفائی کا پورا موقع دیا گیا۔ تیرہ دن تک یہ کارروائی چلی اور پھر ان دونوں گروہوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

قادیانی بھی امت مسلمہ سے الگ اپنی شناخت بنائیں:

یہی مطالبہ ہمارا قادیانی اور لاہوری گروہوں سے ہے کہ جب وہ امت مسلمہ اور ملت اسلامیہ سے کٹ چکے ہیں تو پھر اپنی الگ شناخت بنائیں اور اپنی الگ پہچان بنائیں وہ ایک ایسی نبوت کے قائل ہیں جس نبوت کا اسلام اور قرآن میں کوئی تصور ہی نہیں، وہ ایک ایسے شخص کو مہدی اور مسیح موعود مانتے ہیں جو ایک منصب پہ ٹکتا ہی نہیں۔ مینڈک کی طرح پھدکتا اور بندر کی طرح اچھلتا ہوا کبھی معاذ اللہ تعالیٰ خدائی کے منصب پر بیٹھ جاتا ہے، کبھی نبوت کے منصب پر، کبھی ولایت کے منصب پر اور کبھی مہدویت کے منصب پر، کبھی وہ مرد بن جاتا ہے اور کبھی عورت۔ کسی ایسے مخبوط الحواس شخص کی نبوت یا ولایت ثابت کرنے کے لئے کون مسلمان قرآن کو دلیل بنانے کی اجازت دے گا؟ کوئی جج اور جسٹس اسے اظہار رائے کی آزادی سمجھے تو سمجھے کوئی مسلمان ایسا سوچ بھی نہیں سکتا، اس لئے قادیانیوں کو مذہبی آزادی حاصل کرنے کے لئے پہلے اپنا مذہبی تشخص قائم کرنا ہوگا، اپنی الگ مذہبی شناخت قائم کرنی ہوگی، اپنا الگ مذہبی نصاب بنانا ہوگا، اپنے الگ مذہبی شعائر متعین کرنے ہوں گے۔ مسلمان کبھی بھی مذہبی آزادی کے نام پر انہیں اپنی شناخت اور اپنے شعائر اختیار کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

(ا) تفسیرِ صغیر کی تقسیم و اشاعت اور تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ سی:

میں عرض کر رہا تھا کہ قادیانی ملزم مبارک احمد ثانی نے ہائی کورٹ کے حکم کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اور اعلیٰ عدلیہ کا منہ چڑاتے ہوئے نہ صرف تفسیر صغیر کی تقسیم کا اعلان کیا بلکہ اسے علی الاعلان تقسیم بھی کیا۔ حالانکہ اس تفسیر کی اشاعت و تقسیم ریاست کے پانچ قوانین توڑنے کے مترادف ہے۔سب جانتے ہیں کہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو پارلیمنٹ کے ذریعہ بالاتفاق غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، مگر قادیانیوں نے اپنی اس اقلیتی حیثیت کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا، وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی ظاہر کرتے رہے، اسلام کے نام پر اپنی مذہبی تبلیغ انہوں نے جاری رکھی، اپنے عبادت خانہ کو مسجد قرار دیتے رہے، مسلمانوں والا کلمہ ہی پڑھتے رہے، مسلمانوں کی اذان کو ہی اپنی اذان قرار دیتے رہے، مسلمانوں کے قرآن کو ہی اپنی مذہبی تبلیغ کا ذریعہ بناتے رہے، مسلمانوں کے اسلامی شعائر اختیار کرتے رہے، مسلمانوں کو یہ گوارا نہیں تھا، وہ قادیانیوں کو یہ حق دینے کے لئے قطعی طور پر تیار نہیں تھے اور یہ ایک بالکل سیدھی سی بات ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے مسلمانوں نے نوے سال تک جدوجہد کی، دس ہزار سے زائد مسلمان شہید ہوئے، ہزاروں علماء کرام نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور نوے سال کے بعد

مسلمانوں کا یہ مطالبہ مانا گیا اگر اس کے بعد بھی انہوں نے کلمہ ہمارا ہی پڑھنا ہے، اذان ہماری ہی دینی ہے، اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ کے لئے سہارا ہمارے ہی قرآن کا لینا ہے، شناخت ہماری ہی رکھنی ہے تو ہماری نوے سالہ قربانیوں کا کیا مقصد؟ مسلمانوں کا یہ مطالبہ تھا کہ ان کی نبوت مسلمانوں سے الگ ہے تو ان کی مذہبی شناخت بھی مسلمانوں سے الگ ہونی چاہیئے، ان کا مذہبی تشخص بھی مسلمانوں سے الگ ہونا چاہئے، ان کو مسلمانوں کا مذہبی تشخص اور مسلمانوں کی مذہبی شناخت اختیار کرنے کا کوئی حق نہیں، قرآن مسلمانوں کی شناخت ہے، مسجد مسلمانوں کی شناخت ہے، کسی دوسرے مذہب کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے مذہب کے لئے مسلمانوں کی شناخت اختیار کرے، لیکن قادیانی ایسا کرتے رہے، جس پر مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا۔

مسلمانوں کے اس احتجاج کے نتیجہ میں ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت کے اندر صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے ایک آرڈی نینس کے ذریعہ قادیانیوں کے دونوں گروہوں پر پابندی عائد کر دی کہ ان میں سے کسی گروہ کے کسی آدمی نے اگر اپنے آپ کو بالواسطہ یا بلاواسطہ مسلمان ظاہر کیا، اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کیا، اپنے قادیانی مذہب کی تبلیغ وتشہیر کی، دوسروں کو اپنے مذہب کی دعوت دی تو اس کو تین سال قید اور جرمانہ کی سزا ہوگی، یہ آرڈی نینس ۱۹۸۴ء میں پاس ہوا اور پھر ۱۹۸۵ء کی اسمبلی نے اس کی منظوری دے دی اور یہ قانون تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ سی بن گیا۔ اس قانون کے تحت قادیانی ملزم مبارک احمد ثانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے اور اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کے جرم میں تین سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستحق ہے، وہ دستورِ پاکستان سے بغاوت کرتے ہوئے اپنی اقلیتی حیثیت کو تسلیم نہیں کر رہا۔

(۲) تفسیر صغیر کی اشاعت وتقسیم اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ بی:

قادیانی ملزم کا دوسرا جرم یہ ہے کہ اس نے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ بی کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس قانونی دفعہ کے اندر یہ صراحت کی گئی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مجدد ماننے والے قادیانی و لاہوری دونوں گروہوں کا جو آدمی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء اور صحابہ کرامؓ کے علاوہ کسی شخص کو رضی اللہ عنہ کے لقب سے منسوب کرے گا۔ اس کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھے گا وہ تین سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستحق ہوگا، ہر مسلمان جانتا ہے کہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ وہ لقب ہے جو خداوند کائنات نے قرآن پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو عطا فرمایا ہے، اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں، یہ ان کے لئے صحبتِ نبوت اور معیت رسالت کا صلہ ہے، لیکن مرزا قادیانی کے ماننے والے مرزا قادیانی کی نبوت کو مان کر اس کے ہاتھ پر نبوت کی بیعت کرنے والوں کو معاذ اللہ تعالیٰ صحابی بھی کہتے ہیں اور ان کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ بھی لکھتے ہیں۔ شرعی طور پر یہ ایک سنگین اور عظیم جرم ہے، اس لئے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ بی میں اسے قانونی جرم بھی قرار دے دیا گیا اور اس کے لئے تین سال قید اور جرمانہ کی سزا مقرر کر دی گئی، قادیانی ملزم نے جو تفسیرِ صغیر تقسیم کی اس کے ٹائٹل پر اور تفسیر کے آخر میں صفحہ ۸۵۳ پر مرزا بشیرالدین کے نام کے ساتھ معاذ اللہ تعالیٰ، رضی اللہ عنہ لکھا جو شرعاً بھی جرم ہے اور قانوناً بھی جرم ہے۔ (جاری ہے)

جناب محمد رمضان شفیع جیولرز کی وفات

جناب محمد رمضان الشفیع گولڈ اسمتھ چیچہ وطنی ۲۹؍جون ۲۰۲۴ء کو وفات پا گئے۔ مرحوم چک نمبر ۱۰۹؍۱۲ ایل کے رہنے والے تھے۔ ان کے برادر کبیر مولانا کفایت اللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے ناظم ہیں اور ان کے ایک چچازاد بھائی علامہ عنایت اللہ رشیدی مدظلہ ملک عزیز کے مشہور ڈیزائنر رہے ہیں، کبرسنی کی وجہ سے کتابت اور ڈیزائننگ چھوڑ دی ہے۔ چک مذکور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی راہنما امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا لال حسین اخترؒ مرحوم ان کے والد گرامی جو چک کی مسجد میں عرصہ دراز تک امام وخطیب رہے کی دعوت پر تشریف لاتے رہے۔ مولانا مفتی ظفر اقبال، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا سلمان معاویہ اور احسان احمد ۳۰؍جون کو چک مذکور میں مرحوم کے پسماندگان سے ملے اور ان سے دلی تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔ انہوں نے پسماندگان میں چار بیٹے، دو بیٹیاں اور بیوہ سوگوار چھوڑے، ان کی نماز جنازہ کی امامت ان کے بڑے بھائی مولانا کفایت اللہ نے کی، جس میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی اور انہیں علاقائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم کے ایک فرزند ارجمند عالم دین اور مرکزی جامع مسجد چیچہ وطنی میں درجہ کتب کے استاذ ہیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

ریاستِ مدینہ کے کلمہ گو غیر مسلم اور عصر حاضر کا قادیانی گروہ

علامہ زاہدالراشدی کا غیر ذمہ دارانہ تجزیہ

مولانا حافظ عبدالحق خان بشیر

علامہ زاہدالراشدی تقریباً گزشتہ ڈیڑھ دہائی سے ایسے ایسے بیانات جاری کررہے ہیں جو صحیح العقیدہ اہل علم وفکر اور بالخصوص امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نوراللہ مرقدہ کے متعلقین و متوسلین کے لیے نہایت اَذیت و تکلیف کا باعث رہے ہیں۔ متعدد اَصحابِ علم وفہم نے ان مضامین پر تشویش کا اِظہار کیا، اور ہم بھی ان مضامین سے اِختلاف کرتے رہے۔ ان کا ایک حالیہ بیان ۲۹؍جون ۲۰۲۴ء کے روزنامہ ’’اوصاف‘‘ اسلام آباد کی اشاعت میں ’’ریاست مدینہ کے کلمہ گو غیر مسلم شہری‘‘ کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ میرے خیال میں یہ قادیانیت کی سہولت کاری کا پُرفریب اور خطرناک راستہ ہے جو کوئی منجھا ہوا قلم کار ہی اختیار کرسکتا ہے۔ علامہ راشدی اپنے اِس کالم میں جو تصور اور فکر دے رہے ہیں، وہ اہل حق کی ایک صدی سے زائد کی جدوجہد اور محنت کو ملیا میٹ کرنے کی ایک شعوری یا غیر شعوری کوشش ہے۔ علامہ راشدی نے اپنے اِس کالم میں عہد نبوی کے منافقین اور عصر حاضر کے قادیانی گروہ کو حقوق ومراعات کے ایک ہی پلڑے میں ڈال دیا ہے، جو بلاشبہ ایک اِصابت و دیانت سے بعید غیر ذمہ دارانہ رائے ہے۔ علامہ راشدی منافقین مدینہ کی بعض کارروائیوں پر ریاست کی طرف سے کسی ردِعمل سے گریز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ریاست مدینہ کے اندر دیگر غیر مسلموں کی طرح کلمہ گو غیر مسلم بھی رہتے تھے۔ اُن کی منافقانہ کارروائیوں کی وجہ سے بعض اوقات اُن کے خلاف کارروائی بھی کی گئی۔ اور بعض مواقع پر حکمت و مصلحت کے تحت اُن کے خلاف کارروائی سے گریز بھی کیا گیا۔ اِس حوالے سے محققین کو متوجہ ہو کر آج کے حالات اور تقاضوں کے مطابق طریق کار طے کرنا چاہیے۔ ہماری طالب علمانہ رائے یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی کرنے یا نہ کرنے کا مدار حالات کے تقاضوں اور اُمت کے اجتماعی مفاد اور ضرورت پر ہے، جس کا تعین اربابِ حل وعقد اور دینی و علمی قیادتوں کو مل کر کرنا چاہیے۔‘‘

اِس پیراگراف سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ علامہ راشدی کا اشارہ قادیانی گروہ کی طرف ہے۔ اور وہ اِس گروہ کے لیے ریاست مدینہ کے کلمہ گو غیر مسلموں جیسی مراعات چاہتے ہیں۔ کیونکہ پاکستان کے اندر صرف قادیانی گروہ ہی ایسا ہے جو قانوناً غیر مسلم ہے، مگر کلمہ گوئی کا حق چاہتا ہے اور اسی کے حقوق کے لیے مغربی دنیا اور اس کے کارندے سرگرم عمل ہیں۔ اور علامہ راشدی کی طرف سے بھی اِس کالم کے ذریعہ بھی اسی گروہ کو سہولت کاری فراہم کی جا رہی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اِس کالم کے ذریعہ غامدی اور سیکولر ایجنڈہ کو سپورٹ کیا جارہا ہے۔ لیکن قادیانی گروہ کو منافقین مدینہ کے ساتھ جوڑنے سے پہلے چند حقائق پیش نظر رکھنے ضروری ہیں۔

(۱)...... ریاست مدینہ کے کلمہ گو غیر مسلموں کے ایمان کی قرآن پاک نے بلاشبہ نفی کی ہے۔ اور وَمَاهُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ اور اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ کے الفاظ سے اُن کے دعویٰ ایمان کو باطل قرار دیا ہے۔ لیکن اِس وضاحت قرآنی کے باوجود ریاست مدینہ نے اُنھیں کافر قرار نہیں دیا۔ اور نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اُن سے کافروں جیسا سلوک کرنے کی اجازت دی۔ جبکہ قادیانیوں کو ریاست پاکستان پارلیمانی اور عدالتی ذریعہ سے غیر مسلم اقلیت قرار دے چکی ہے۔ اور ریاست نے یہ فیصلہ قرآنی و نبوی تعلیمات کی روشنی میں دیا ہے۔ اگر علامہ راشدی قادیانیوں کو ریاست مدینہ کے کلمہ گو غیر مسلموں سے جوڑنا ہی چاہتے ہیں تو اُنھیں قادیانیوں کے خلاف اپنی ہی نصف صدی کی کوششوں کے خلاف ایک نئی جدوجہد کا آغاز کرنا

ہوگا۔ اور قادیانیوں کے خلاف پارلیمانی اور عدالتی فیصلوں کو ختم کرانا ہوگا، اُن فیصلوں کے خلاف عَلَم بغاوت یا عَلَم جہاد بلند کرنا ہوگا۔ اور یہی مغربی، غامدی اور سیکولر لابیوں کا ایجنڈہ ہے۔ کیا علامہ راشدی اپنی ہی جدوجہد کے خلاف یوٹرن لے کر اِس مغربی وغامدی ایجنڈہ کی تکمیل کرسکیں گے؟

(۲)...... ریاستِ مدینہ کے کلمہ گو غیر مسلموں کے تو اُس وقت نام بھی کسی کو معلوم نہ تھے۔ اُن میں سے بعض وہ تھے جن کے ناموں کی خبر تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی نہیں دی گئی، اللہ رب العزت فرماتے ہیں: ''لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ۔ '' (اے پیغمبر صلی اللہ علیک وسلم! آپ ان منافقین کو نہیں جانتے، مگر ہم ان سے واقف ہیں) اور بعض وہ تھے جن کے ناموں کی خبر حضور علیہ السلام کو دی گئی، مگر آپ نے اُن ناموں سے صحابہؓ کو مطلع نہیں فرمایا، حتیٰ کہ اکابر صحابہؓ بھی ان کے ناموں سے ناواقف و بے خبر تھے، صرف حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اُن کے ناموں سے آگاہ کیا گیا اور اُن سے بھی عہد لیا گیا کہ وہ یہ نام کسی پر ظاہر نہیں کریں گے۔ اُن کی وفات ۳۵ یا ۳۶ ہجری میں ہوئی اور آخر وقت تک اُنہوں نے یہ نام کسی پر ظاہر نہیں کیے۔

سیدنا امام فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ اُن کے سامنے جب کسی کا جنازہ لایا جاتا تو آپ دیکھتے کہ حضرت حذیفہؓ جنازے میں شریک ہیں یا نہیں؟ اگر شریک نہیں تو کسی سفر و بیماری وغیرہ عذر کی وجہ سے شریک نہیں یا بلا عذر شریک نہیں، اگر وہ بلا عذر کسی جنازے میں شریک نہ ہوتے تو سیدنا امام فاروق اعظم بھی اس جنازے میں شرکت نہ کرتے۔ (ذخیرۃ الجنان: ۸/۱۹۵) اور ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کسی شخص کا جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے چٹکی کاٹ کر اُنہیں روک دیا۔ (تفسیر ابن کثیر: ۲/۵۵۳) اَب جس گروہ کے اَفراد کا ہی پبلک ورعایا بلکہ ریاستی مشینری کو علم نہیں تھا، اُس گروہ کے لیے الگ سے قانون کیا ہوگا؟ اور اُس کے حوالہ سے کسی دوسرے گروہ کے لیے قانونی سہولت ورعایت کا مطالبہ چہ معنی دارد؟

(۳)...... ریاستِ مدینہ کے کلمہ گو غیر مسلموں کے حوالے سے یہ نکتہ بھی بڑا اہم ہے کہ اُن کو ریاست کے اندر اپنا الگ سے عبادت خانہ بنانے کی اِجازت نہیں تھی۔ اُنہوں نے مسجد کے نام پر تفریق بین المسلمین کا جو مورچہ بنایا تھا، ریاست نے اُسے ''مسجد ضرار'' قرار دے کر منہدم و مسمار کردیا، وہ کلمہ گو غیر مسلم مسلمانوں کی ہی مساجد میں عبادت کرسکتے تھے، وہ وہیں نمازیں پڑھتے تھے اور وہیں وعظ ونصیحت کی مجلسوں میں شریک ہوتے تھے۔ اَب اگر علامہ راشدی کا مراعاتی ایجنڈہ یا تجزیہ قبول کرلیا جائے تو ایک طرف ریاست کو قادیانی گروہ کے تمام عبادت خانے مسمار کرنا ہوں گے اور دوسری طرف مسلمانوں کو اپنی مساجد کے دروازے قادیانیوں کے لیے کھولنا ہوں گے، کیا یہ ممکن ہوسکے گا؟

(۴)...... ریاستِ مدینہ کے اُن کلمہ گو غیر مسلموں کے بارہ میں تمام اہل علم وتحقیق کا اجماع واتفاق ہے کہ اُن کے کفر پر ''نفاق'' کا فتویٰ دیا گیا، کیونکہ وہ نزول وحی کا زمانہ تھا، نظام شریعت قانون سازی کے مراحل سے گزر رہا تھا، حجۃ الوداع کے موقع پر تکمیل دین کی بشارت نازل ہوئی، اِس لیے اُن کلمہ گو غیر مسلموں کو الگ گروہ قرار دے کر اُس کے بارہ میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں دیا گیا۔ البتہ عہد نبوی

ختم نبوت وردِ قادیانیت کورس

۲۱؍جولائی بروز اتوار بعد نماز مغرب تا ۲۷؍جولائی بروز ہفتہ، سات روزہ ''ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کورس'' جامع مسجد تاج، لیاری ٹاؤن ضلع جنوبی میں منعقد کیا گیا، جس میں درج ذیل حضرات علمائے کرام نے اپنے اپنے موضوعات پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ مولانا محمد کلیم اللہ نعمان نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور ہماری ذمہ داری، مولانا محمد عادل غنی نے قادیانی کافر کیوں؟، مولانا عبدالحئی مطمئن نے عقیدۂ رفع ونزول حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اور مولانا محمد رضوان نے فتنۂ گوہر شاہی اور مولانا محمد عبداللہ چغرزئی نے فتنۂ قادیانیت کی حقیقت کے موضوع پر درس دیا۔ کورس کے دوران شرکا کی تعداد ۸۰ تا ۱۰۰ کے درمیان رہی، جس میں بڑے، بوڑھے، جوان، بچے سب ہی نے پُرجوش شرکت کی، مگر کچھ لوگ واقعی قابل رشک تھے، جس میں: بھائی محمد حسین شاہ، بھائی جشیم، بھائی محمد کلیم، بھائی محمد علی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کورس کے آخری دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کے مختصر مگر پُراثر بیان کے بعد ۴۵ کامیاب شرکاء میں سندِ امتیاز تقسیم کی گئی، پھر اختتامی دعا ہوئی۔ (رپورٹ: توصیف احمد)

کے بعد اُن جیسا نفاق بالاجماع الحاد وزندقہ اور کفر ہے۔ اِس لیے بعد کے کسی الحاد وزندقہ کو ان کے نفاق پر قیاس کرنا ہی غلط ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/۹۷، معارف القرآن: ۱/۱۲۶) جب بعد کے کسی الحاد وزندقہ کو عہد نبوی کے نفاق پر قیاس کرنا ہی غلط ہے تو پھر کسی ملحد وزندیق گروہ کے لیے اُن جیسی مراعات کا سوال کرنا ہی ناقابل فہم ہے۔

(۵)...... باقی رہی بات علامہ راشدی کی اُس تحریری وضاحت کی، جو اُنہوں نے اپنے کالم پر اُٹھائے گئے ایک سوال کے جواب میں جاری کی ہے کہ: جب تک قادیانیوں کو قانونی طور پر ملحد وزندیق قرار نہیں دیا جاتا، تب تک اُن کے حقوق باقی غیر مسلم اقلیتوں کی طرح ہیں۔

تو میرے خیال میں اس کے لیے تین چیزیں پیش نظر رکھنی ضروری ہیں:

پہلی یہ کہ: جب ائمہ اہل سنت کا اِس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ عہد نبوی کے بعد نفاق اعتقادی' نفاق ہے ہی نہیں بلکہ صریح الحاد و زندقہ اور کفر ہے تو پھر اس کے لیے الگ سے نئی تشریحات کے دروازے کھولنا اِنصاف و دیانت کے خلاف ہے۔

دوسری یہ کہ: قادیانی گروہ ہو یا ایسا ہی کوئی دوسرا اِلحادی گروہ، اُسے ریاستِ مدینہ کے کلمہ گو غیر مسلموں سے ملانے کی کوشش کرنا حقیقت سے چشم پوشی کے مترادف ہے، کیونکہ ریاست مدینہ کے کلمہ گو غیر مسلم جب کلمہ طیبہ کے اندر ''محمد رسول اللہ'' پڑھتے تھے تو ''سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا۔'' (ہم نے سن لیا، لیکن مانیں گے نہیں) کی نیت اور اِرادہ سے پڑھتے تھے، اُن کے دِل و دماغ میں کسی اور نبی کا تصور نہیں ہوتا تھا۔ لیکن علامہ راشدی اچھی طرح جانتے ہیں کہ قادیانی جب ''محمد رسول اللہ'' پڑھتے ہیں تو اُن کے دِل و دِماغ میں ایک دوسرے نبی کا تصور ہوتا ہے، وہ اس کلمہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت مراد لیتے ہیں۔ حیرت ہے کہ علامہ راشدی نے اتنا بڑا اور اتنا واضح فرق کیسے نظر انداز کر دیا؟

تیسری بات یہ ملحوظ رکھنی ضروری ہے کہ: قادیانیوں کے اقلیتی حقوق کیا ہیں؟ اُن کا تعین ضروری ہے، کیا مسلمانوں کا کلمہ اُن کا حق ہے؟ کیا اپنے عبادت خانہ کو مسجد کا نام دینا اُن کا حق ہے؟ کیا اسلامی شعائر کا اختیار کرنا اُن کا حق ہے؟ کیا غیر مسلم قرار دیئے جانے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا اُن کا حق ہے؟ کیا قرآن حکیم کو اپنی قادیانی تبلیغ کا ذریعہ بنانا اُن کا حق ہے؟ یقیناً علامہ راشدی اِن تمام چیزوں کو قادیانیوں کا مذہبی حق تسلیم نہیں کریں گے۔ کیونکہ پاکستان کا قانون بھی قادیانیوں کو یہ حق نہیں دیتا۔ اِس لیے اُن کو کسی قدیم وجدید گروہ سے مشابہ قرار دے کر بیانات وتحریرات کے ذریعہ ''کنفیوژن'' پیدا کرنے کے بجائے قادیانی گروہ کے حقوق متعین کرنے پر اگر اپنی انرجی صرف کی جائے تو اِسی میں ملک وقوم کی بہتری ہوگی اور یہی مسلمانوں کا مطالبہ ہے، جسے مغربی' غامدی اور سیکولر دنیا قادیانیوں کی حق تلفی قرار دیتی ہے۔

☆☆ .... ☆☆

ملک اللہ یار، ملتان

ہمارے ایک اور چچا حاجی محمد بخشؒ تھے۔ ان کے چار بیٹے تھے۔ آنے کی ترتیب ہے، جانے کی نہیں۔ چھوٹے بیٹے غلام یاسین کا انتقال پہلے ہوا۔ حاجی اللہ دتہ مرحوم جو راقم کے پرائمری اسکول کے پانچ سالہ ساتھی تھے، کئی حج وعمرے کئے۔ یہ چھوٹے سے بڑے تھے۔ ان کا انتقال چند سال پہلے ہوا۔ سب سے بڑے ملک اللہ یار تھے، جو سرکاری ملازم ریٹائر ہوئے، ان کا ۱۲؍جون ۲۰۲۴ء کو رات تقریباً دس بجے انتقال ہوا اور اگلے دن ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ راقم ان دنوں اسلام آباد، راولپنڈی کے دورہ پر تھا، جنازہ میں شریک نہ ہوسکا۔ ان چار بھائیوں میں سے دوسرے نمبر پر حاجی محمد یار ہیں، اللہ پاک انہیں صحت وعافیت کے ساتھ تادیر سلامت رکھے۔ حاجی اللہ دتہ مرحوم کافی عرصہ سعودی عرب میں رہے۔ راقم کے پھوپھی زاد بھائی اور برادر نسبتی قاری محمد رمضان مکیؒ بھی کافی عرصہ مکہ مکرمہ میں ایک مسجد میں امام رہے۔ ۱۹۸۹ء میں ان کا انتقال ہوا تو حاجی اللہ دتہ انہیں ملنے کے لئے گئے دروازے پر بیل دی تو اندر سے پوچھا گیا کون؟ بتلایا حاجی اللہ دتہ، پوچھا اللہ دتہ کون؟ تو بتلایا کہ قاری صاحب کا عزیز ہوں تو بتلایا گیا کہ قاری صاحب انتقال فرما گئے تو ہمشیرہ کو بتلایا گیا، تو مرحوم کو بلایا گیا اور انہوں نے قاری صاحب کی تکفین وتدفین میں اعانت کی۔ ملک اللہ یار نے بھی تین بیٹے اور بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ راقم ۱۵؍جون کو اسلام آباد سے واپس آیا، اور مرحوم کے بیٹوں، بیٹیوں اور بیوہ سے تعزیت کی۔ مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی سلمہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مجلس کے مرکزی شعبہ نشرواشاعت کے انچارج ہیں۔ان کے حکم پر ۱۰ تا ۲۰رجولائی تک گیارہ دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۷رستمبر ۲۰۲۴ء کو یادگار پاکستان لاہور میں ہونے والی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس جو ۷رستمبر ۱۹۷۴ء کے قومی اسمبلی پاکستان کی متفقہ آئینی ترمیم جس میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا تھا۔اس فیصلہ پر پچاس سال مکمل ہونے پر یوم الفتح گولڈن جوبلی کے پروگرام کی تشہیر کے لئے فرمائش کی۔ چنانچہ مجلس بہاولپور کے معاون مبلغ مولانا عبدالنعیم کی معیت میں ۹رجولائی کو سفر کیا۔ ۱۰رجولائی بعد نماز عصر جامع مسجد نہر والی مولانا قاری مشتاق احمد لاہوری کی دعوت پر مختصر خطاب کیا۔ مولانا قاری سعید احمد شادی پورہ لاہور اور مولانا عبدالقوی معاون مبلغ لاہور کی معیت و رفاقت حاصل رہی۔

مکی مسجد واہگہ: واہگہ بارڈر سے پہلے واہگہ پنڈ ہے، جس میں میواتی برادری آباد ہے۔ یہاں میواتیوں کی سات مساجد ہیں، بڑی مسجد مکی ہے جس کے خطیب و امام کی صدارت میں مغرب کی نماز کے بعد تقریب منعقد ہوئی، تلاوت کے بعد ایک مولانا نے اپنی خداداد آواز کا جادو جگایا اور نعت نبوی کے ذریعہ سامعین کے دلوں کو مسرور کیا۔راقم نے پون گھنٹہ سے زائد عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کی سنگینی پر بیان کیا اور ۷رستمبر کی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ سامعین نے قافلہ کی صورت میں شرکت کا وعدہ کیا۔ جامع مسجد اقصیٰ کالا خطائی روڈ شاہدرہ میں ۱۱رجولائی ۲۰۲۴ء عصر کی نماز کے بعد راقم کا بیان ہوا۔ جامع مسجد اقصیٰ کے بانی ملک محمد طاہر ہیں، مسجد کا پلاٹ ایک کنال پر مشتمل ہے۔

جامعہ محمدیہ میں بیان: ۱۱رجولائی مغرب کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا، صدارت مہتمم ادارہ مولانا محمد بلال نے کی۔ جامعہ ٹرائل سٹی شاہدرہ میں واقع ہے، جامعہ کا سنگ بنیاد جامعہ اشرفیہ لاہور کے سابق صدر مفتی مولانا مفتی حمیداللہ جانؒ نے رکھا۔ مدرسہ کا سنگ بنیاد ۲۰۱۲ء میں رکھا گیا۔ مدرسہ میں ۲۰۰ طلبا، سات اساتذۂ کرام کی نگرانی میں حفظ، ناظرہ، تجوید، قرأت، اسکول کی ابتدائی کلاسوں میں تربیت حاصل کررہے ہیں۔ قرآن پاک کے ترجمہ کی کلاس بھی ہوتی ہے۔

پروگرام میں تلاوت ونعت کے بعد لاہور مجلس کے مبلغ مولانا سمیع اللہ نے بیان کیا اور آخری بیان راقم کا ہوا، جوتقریباً پون گھنٹہ جاری رہا۔ راقم نے قادیانیوں کے خلاف چلائی جانے والی تین تحریکوں میں ہولناک مظالم، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکوں کی کامیابی پر روشنی ڈالی۔ پروگرام مغرب سے عشاء تک جاری رہا۔ پروگرام کا انعقاد مجلس شاہدرہ کے جواں سال راہنما مولانا جنید بخاری سلمہ کی مساعی جمیلہ سے ہوا۔

ملی یکجہتی کونسل پنجاب کے اجلاس میں شرکت: ملی یکجہتی کونسل دیوبندی، بریلوی، سنی، شیعہ مکاتب فکر کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ پنجاب کے صدر جماعت اسلامی پنجاب کے امیر مولانا جاوید قصوری ہیں۔ ان کی دعوت پر ۱۱رجولائی صبح گیارہ تا ایک بجے تک اجلاس منعقد ہوا۔ صدارت قصوری صاحب نے کی۔ راقم، مولانا عبدالنعیم کی معیت میں شریک ہوا۔ جن حضرات کے بیانات سنے: مولانا جاوید قصوری، حافظ امجد اقبال، علامہ نعیم جاوید نوری، انجینئر علی رضا نقوی، سید قمر علی زیدی، قاری غلام یاسین، قاری عبدالشکور فیصل آباد، جناب قاسم علی قاسمی اور راقم کے بیانات ہوئے۔ اجلاس کی غرض وغایت صدر اجلاس مولانا جاوید قصوری نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ محرم الحرام کو پرسکون گزارنے کے لئے سنی، شیعہ علمائے کرام ملک وملت کے استحکام کے لئے اپنا فرض ادا کریں۔ نیز فلسطینیوں کے ساتھ یکجہتی وتعاون، کمر توڑ مہنگائی کے خلاف علمائے کرام منبر ومحراب سے آواز بلند کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کرتے ہوئے راقم نے اجلاس کا خیر مقدم کیا، نیز راقم نے کہا کہ اتفاقاً آج یہاں شیعہ برادری کی نمائندگی بھی موجود ہے، میں ان سے کہوں گا کہ اہل سنت تو الحمدللہ اصحاب و اہلبیت رسول دونوں کا احترام فرض سمجھتے ہیں، اگر شیعہ ذاکرین وواعظین صحابہ کرامؓ سے متعلق جارحانہ و

گستاخانہ طرزِ عمل اختیار نہ کریں تو ملک میں سکون برقرار رہ سکتا ہے۔ آپ حضرات اپنی برادری کو کنٹرول کریں، جن ذاکرین و واعظین کو مدعو کریں، ان سے اس امر کی پابندی کرائیں، نیز راقم نے کہا کہ ان دنوں میں چیف جسٹس آف پاکستان، لاہور ہائی کورٹ، راولپنڈی بینچ کے جج کے قادیانیوں کے حق میں ریمارکس، ایم کیو ایم کے سینیٹر سبزواری کا سینیٹ کے اجلاس میں قادیانیوں کے حق میں کہنا، معروف ٹی وی اینکر جناب خانزادہ کا جیو نیوز میں ملک کے نامور دانشور اور صحافی جناب مجیب الرحمٰن شامی کے اپنے چینل کے ذریعہ قادیانیوں کے متعلق آواز بلند کرنا، یہ حالات سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ کہیں قادیانیوں سے متعلق ختم نبوت کے قوانین کو تبدیل کرنے یا غیر موثر کرنے کی سازش تو غلام گردشوں میں نہیں پنپ رہی، ان حالات میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ۷ر ستمبر ۷۴ء کے فیصلہ کو پچاس سال مکمل ہونے پر ۷ر ستمبر ۲۰۲۴ء کو یوم الفتح کے طور پر گولڈن جوبلی مناتے ہوئے مینارِ پاکستان کے زیر سایہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ حضرات اس کانفرنس کو کامیاب کرتے ہوئے اپنے احباب سمیت قافلوں کی صورت میں شریک ہوں۔

خطبۂ جمعہ جامع مسجد انوارِ مدینہ: بلال ٹاؤن 1999ء میں تعمیر ہوئی۔ مسجد تقریباً ایک کنال قطعہ اراضی پر قائم ہے، سنگ بنیاد میاں محمد رفیق نے رکھا، جبکہ مدرسہ کا سنگ بنیاد دارالعلوم الاسلامیہ کامران بلاک کے استاذ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن نے رکھا۔ امام وخطیب مولانا محمد اسماعیل ہیں، جمعہ سے پہلے تقریباً پون گھنٹہ بیان ہوا۔ ۱۳ر جولائی عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد عکس جمیل سمن آباد میں بیان ہوا۔ یہ مسجد ۱۹۵۶ء میں تعمیر ہوئی۔ مولانا حافظ فضل الٰہیؒ والد محترم مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی عرصہ چھتیس سال امام و خطیب رہے۔ آج کل مولانا محمد قمر نقشبندی سلمہ امام، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے پوتے مولانا سعد صدیقی سلمہ خطیب ہیں، مغرب کے بعد لالہ زار کالونی کی جامع مسجد الکوثر میں بیان ہوا۔ ۱۴ر جولائی ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد بیت المکرم ریواز گارڈن میں مولانا عبدالنعیم کی معیت میں حاضری اور بیان ہوا۔ مسجد ہذا کے امام وخطیب مولانا مفتی خرم یوسف سلمہ ہیں جو وفاق المدارس العربیہ لاہور کے بعض شعبوں کے مسؤل بھی ہیں۔ جامع مسجد بیت المکرم میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ ساہیوال کے فرزند ارجمند مولانا عبیداللہ رشیدیؒ ایک عرصہ تک امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

۱۸ر جولائی کو شادی پورہ کے علاقہ میں عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد المصطفیٰ اور مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد مہر دین گرین پارک شالیمار ٹاؤن میں بیانات ہوئے اور عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد امن باغبانپورہ میں بیان ہوا، ان پروگراموں میں مولانا عبدالنعیم اور مولانا عبدالقوی کی معیت حاصل رہی۔ نیز موخرالذکر مسجد میں عشاء کے بعد قرب و جوار کے ائمہ و خطبائے مساجد کثیر تعداد میں جمع ہوئے۔ لاہور کے رابطہ کمیٹی کے ارکان مولانا ڈاکٹر عبدالواحد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری علیم الدین شاکر، مولانا محمد اشرف گجر، مولانا عبدالنعیم سمیت تشریف لائے۔ اجلاس کی صدارت ڈاکٹر عبدالواحد قریشی نے کی۔ مولانا محمد اشرف گجر، قاری علیم الدین شاکر نے خطاب کیا۔ راقم کی استدعا پر علمائے کرام اور ائمہ مساجد سے کانفرنس کامیاب کرنے کی تجاویز طلب کی گئیں، جن کا خلاصہ درج ذیل ہے: (۱) سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا کے ذریعہ کانفرنس کی تشہیر کی جائے، (۲) نمازوں کے بعد تاریخ، مقام اور کانفرنس کا بلند آواز سے نام لے کر دعاؤں کا اہتمام کیا جائے، (۳) علمائے کرام ایک دوسرے کی مساجد میں دروس و بیانات کا اہتمام کریں، (۴) گھروں میں خواتین سے دعاؤں اور روزہ رکھنے کی فرمائش کی جائے، (۵) آج سے تمام علمائے کرام کانفرنس کا اشتہار بن جائیں۔ اور بھی کئی ایک تجاویز پیش کی گئیں جنہیں کانفرنس کے مدار المہام مولانا ثانی نے نوٹ کر لیا۔ اجلاس کا اہتمام مولانا جمیل الرحمٰن اخترؒ کے جانشین مولانا محمد زبیر جمیل نے کیا اور آخر میں شرکائے کانفرنس کو عشائیہ دیا گیا۔ اجلاس صدر اجلاس مولانا ڈاکٹر عبدالواحد قریشی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ ۱۹ر جولائی راقم کا جمعۃ المبارک کا خطاب جامع مسجد بلال سمن آباد میں ہوا۔

نوشہرہ میں ختم نبوت کورس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ ترتیل القرآن جامع مسجد بابا کرم شاہ میں ۲۰، ۲۱ر جولائی کو ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ کورس کی نگرانی وصدارت مولانا قاری محمد اسلم مدظلہ جامعہ ترتیل القرآن امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوشہرہ نے کی۔ ۲۰ر جولائی کو مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے قادیانیت اور اسلام کا اصولی اختلاف اور راقم نے اوصاف نبوت پر بیان کیا۔ دوسرے روز مولانا

مفتی محمد راشد مدنی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر لیکچر دیا، جبکہ راقم نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی کامیابی اور ۷/ستمبر ۲۰۲۴ء کو گولڈن جوبلی منانے کے پس منظر اور ضرورت پر بیان کیا اور سامعین کو گولڈن جوبلی پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔ کورس کے اہتمام و انصرام میں مولانا عابد کمال، مولانا محمد حسن، مولانا محمد وقار اور دوسرے رفقاء نے بھرپور حصہ لیا۔ کورس میں سوا تین سو کے قریب علما، طلبا اور عوام نے شرکت کی اور آخر میں مولانا قاری محمد اسلم مدظلہ اور راقم کے ہاتھوں سے اسناد تقسیم کی گئیں۔

جامعہ ابوہریرہ خالق آباد میں بیان:

۲۱/جولائی مغرب کی نماز کے بعد جامعہ ابوہریرہ میں تقریباً آدھ گھنٹہ بیان کیا۔ جامعہ کے بانی ملک کے نامور عالم دین، شیخ الحدیث اور کئی ایک کتابوں کے مصنف مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ ہیں۔ راقم کے سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ مسلم شریف کی شرح مکمل ہو چکی ہے، ۲۳ویں جلد پریس میں ہے۔ مولانا سے ملاقات میں نوشہرہ پشاور کے مبلغ مولانا عابد کمال، جامعہ ترتیل القرآن میں شعبۂ حفظ کے ۳۵ سال سے استاذ قاری عزیزی احسان احمد سلمہ شامل تھے۔ جامعہ ابوہریرہ کی یکم ستمبر ۱۹۹۵ء کو بنیاد رکھی گئی ابتدا میں مقامی بچوں کو قرآن پاک پڑھانے کے لئے ایک قاری صاحب کی خدمات حاصل کی گئیں گویا ایک مکتب سے سفر کا آغاز ہوا، آج ایک جامعہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں، سینکڑوں طلبا زیر تعلیم ہیں۔

۲۲/جولائی نوشہرہ سے حضرو کا سفر کیا۔ حضرو چھچھ کا مردم خیز علاقہ ہے، یہاں سے بڑے بڑے علمائے کرام نے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ، نشر و اشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ حضرت تھانویؒ کے خلیفۂ اجل حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیمبل پوریؒ (اٹک کا پہلے نام کیمبل پور تھا) حضرت تھانویؒ نے انہیں کامل پوری قرار دیا۔ موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ اور معروف سیاسی و مذہبی شخصیت مولانا قاری سعید الرحمٰن بانی جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر کے والد گرامی تھے۔ حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ بڑے عالم اور نامور شیخ الحدیث تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں گرفتار ہوئے اور کئی ماہ تک پس دیوارِ زندان رہے۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر تھے، اسی علاقہ کے تھے۔ حضرت مولانا غلام ربانیؒ رحیم یار خان، مولانا محمد اکرم طوفانیؒ سرگودھا غرضیکہ بڑے بڑے علمائے کرام اس علاقہ میں پیدا ہوئے۔ ۲۱/جولائی ظہر کی نماز کے بعد جامعہ دارالعلوم رشیدیہ باسیہ کے طلبا و اساتذۂ کرام سے بیان کیا۔ انتظام مولانا محمد طارق مبلغ راولپنڈی ڈویژن نے کیا۔ نماز عصر سے قبل جامعہ اسلامیہ عیدگاہ حضرو میں مقامی امیر مولانا قاری محمد اسماعیل کی صدارت میں حضرو کے علمائے کرام کا اجلاس ہوا۔ جس میں ۷/ستمبر گولڈن جوبلی میں شرکت کی دعوت دی، علمائے کرام نے قافلہ کی صورت میں شرکت کا ارادہ کیا۔ اسی روز مغرب کی نماز کے بعد جامعہ مدنیہ اٹک میں علمائے کرام کا کنونشن ہوا۔ صدارت مقامی امیر مولانا قاضی محمد ابراہیم ثاقب الحسینی مدظلہ نے کی۔ کنونشن میں متعدد علمائے کرام نے شرکت کی۔ جامعہ مدنیہ کے بانی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ رشید، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ تھے۔ آپ نے ۱۹۵۶ء میں جامعہ کا آغاز کیا۔ ۶/محرم الحرام ۱۴۱۸ھ، مطابق ۱۳/مئی ۱۹۹۷ء تک جامعہ کی سرپرستی فرمائی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی مدظلہ انتظام سنبھالے ہوئے ہیں، بنین و بنات میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ ہمارے امیر مولانا قاضی الحسینی مدظلہ بھی یہاں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے ہیں اٹک سے بھرپور قافلہ کی صورت میں شرکت کا ارادہ کیا گیا۔ ۲۳/جولائی صبح ۱۰ بجے تا ۱۲ بجے دوپہر تک مرکزی جامع مسجد ٹیکسلا میں ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا، صدارت مقامی امیر مولانا محمد زکریا سلمہ نے کی۔ دو درجن کے قریب علمائے کرام نے شرکت کی گولڈن جوبلی پروگرام میں شرکت کی تجاویز پیش کی گئیں۔ مرکز سے راقم نے نمائندگی کی، جبکہ مولانا طارق معاویہ حلقہ کے مبلغ ہونے کی حیثیت سے شریک ہوئے۔

چکوال جامع مسجد انوارِ مدینہ میں کنونشن: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر مولانا مفتی محمد معاذ مدظلہ اور مولانا پیر صاحبزادہ عبدالقدوس نقشبندی مدظلہ کی سرپرستی میں علمائے کرام کی کثیر تعداد نے کنونشن میں شرکت کی۔ مولانا مفتی محمد معاذ، مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس نقشبندی مدظلہ اور راقم کے بیانات ہوئے۔ علمائے کرام نے تجدید عہد کا اعلان کرتے ہوئے قافلہ کی صورت میں شرکت کا اعلان کیا۔ ☆☆

7 ستمبر 1974 کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں اور لاہوری گروپ کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا 7 ستمبر 2024 کو اس فیصلے کے 50 سال مکمل ہونے پر

بمقام

مینارِ پاکستان لاہور

بتاریخ

7 ستمبر بروز ہفتہ

بعد نماز عصر

2024

یوم الفتح

فقیدالمثال

تاریخی

عظیم الشان

ختمِ نبوت گولڈن جوبلی

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

زیر صدارت

پیر طریقت رہبر شریعت خاکوانی ولی کامل

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خان

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ نقشبندی مجددی حفظہ اللہ

علماء کرام مشائخ قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

مہمانِ خصوصی

قائد ملت اسلامیہ قائد جمعیۃ

حضرۃ مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم

مرکزی امیر جمعیۃ علماء اسلام

منجانب

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ لاہور

0300-4304277
0300-4275579
0302-4198012